ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
16
تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام
مسلسل اشاعت کا
31 واں سال
تنظیم اسلامی کا ترجمان
17 تا 23 رمضان المبارک 1443ھ / 19 تا 25 اپریل 2022ء

ماہ رمضان......ایک شعوری سفر

اللہ تعالیٰ اپنے سرکش، گناہ گار اور معصیت آلودہ بندوں کو (مغفرت کے) خصوصی موقع فراہم کرتا ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ بندے اس کے غضب کا شکار ہوں۔ جہنم سے ان کی رہائی کا خاص اہتمام فرماتا ہے۔ وہ اللہ جو ہمارا ربّ ہے، جو رحمت وفیاضی کا مصدر اور محبت والفت کا سرچشمہ ہے، ماہ رمضان میں اس کی فیاضی موجزن ہوتی ہے۔ وہ حقیر اور معمولی نیکیوں کے بہانے سے بڑے بڑے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ جو بندہ سرفگندہ روئے، توبہ واستغفار کرے، اس پر جہنم کی آگ حرام کر دیتا ہے۔ نیکیوں کی توفیق عطا کرتا ہے، برائیوں کو اس سے دور ہٹا دیتا ہے۔ اس کی رحمت کا ایک ایک جلوہ دیکھو۔ وہ اپنے وفاداروں کے لیے جنت کے گلستانوں کو آراستہ کرتا ہے، ان کے دروازے کھول دیتا ہے، جہنم کے دروازے بند کر دیتا ہے، جہنم کی طرف کھینچنے والے عوامل ومحرکات کو بے بس وکمزور کر دیتا ہے۔ بھلا سوچو، اس عنایت، محبت، مغفرت اور احسان کا تقاضا کیا ہے؟ یہی کہ غفلت ولا پرواہی میں یہ مہینہ بھی گزار دیا جائے اور زندگی اسی ڈگر پر چلتی رہے یا یہ کہ جذبۂ احسان اور شکر گزاری کے ساتھ اس مہربان آقا کی طرف دوڑ لگائی جائے، توبہ وانابت اور استغفار کے ذریعہ زنگ آلود دلوں کا تزکیہ کیا جائے۔ یقیناً معقولیت اور حقیقت پسندی کا تقاضا یہی ہے۔ مگر یہ عمل شعوری عہد چاہتا ہے، بیدار مغزی کا مطالبہ کرتا ہے، عمل کی قوت اور زندگی کی توانائیاں چاہتا ہے، فکر ونظر کی آمادگی چاہتا ہے، قوت ارادی چاہتا ہے، عزم اور فیصلہ چاہتا ہے۔ یہ صرف تمناؤں اور آرزوؤں سے ممکن نہیں۔

روزہ اور قرآن: عبدالعزیز سلفی فلاحی

اس شمارے میں

اداروں کی ناکامی؟
امیر سے ملاقات (III)
تحریک عدم اعتماد
اعتکاف کی اہمیت اور احکام
رمضان المبارک کا آخری عشرہ
صدقۃ الفطر اور احکام

الھدیٰ
ڈاکٹر اسرار احمدؒ 982

صالح اہل وعیال کے لیے دعا

سورۃ الفرقان | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیت: 74

وَ الَّذِیۡنَ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا ہَبۡ لَنَا مِنۡ اَزۡوَاجِنَا وَ ذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعۡیُنٍ وَّ اجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِیۡنَ اِمَامًا ﴿۷۴﴾

آیت: ۷۴ ﴿وَالَّذِیۡنَ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا ہَبۡ لَنَا مِنۡ اَزۡوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعۡیُنٍ﴾ ’’اور وہ لوگ کہ جو کہتے ہیں: اے ہمارے پروردگار! ہمیں ہماری بیویوں اور ہماری اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما‘‘

یعنی جس راستے پر ہم چل رہے ہیں‘ ہمارے اہل وعیال کو بھی اسی راستے پر چلنے والا بنا دے تاکہ ان کی طرف سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں‘ کیونکہ اللہ کے ان نیک بندوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک تو اسی میں ہوگی کہ ان کے گھر والے بھی اللہ کے فرمانبردار بندے بنیں اور اللہ کی بندگی کے راستے کو اختیار کریں۔ اس کے برعکس اگر گھر کا سربراہ اللہ کے دین پر چلنے والا ہو اور اس کے اہل وعیال کی ترجیحات کچھ اور ہوں تو گھر کے اندر کشیدگی اور کش مکش کا ماحول پیدا ہو جائے گا جو ان میں سے کسی کے لیے بھی باعث سکون نہیں ہوگا۔

﴿وَّاجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِیۡنَ اِمَامًا ﴿۷۴﴾﴾ ’’اور ہمیں متقیوں کا امام بنا!‘‘

اس کا یہ مطلب نہیں کہ ’’عباد الرحمٰن‘‘ امامت اور پیشوائی کے لیے بے قرار ہیں بلکہ اس دعا کو اس حوالے سے سمجھنا چاہیے کہ مرد گھر کا سربراہ ہوتا ہے اور اس کے بیوی بچے اس کے تابع اور پیروکار ہوتے ہیں۔ چنانچہ گھر کے سربراہ کی دعا اور خواہش ہونی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اس کے اہل وعیال کو بھی متقی بنا دے۔ اس امامت کا ایک اور پہلو بھی ہے اور وہ یہ کہ میدانِ حشر میں ہر انسان کے اہل وعیال اور اس کی نسل کے لوگ اس کے پیچھے پیچھے چل رہے ہوں گے۔ عباد الرحمٰن کی یہ دعا اس لحاظ سے بھی برمحل ہے کہ اے اللہ! میدانِ حشر میں ہم جن لوگوں کے سربراہ یا لیڈر بنیں ان کو بھی نیک اور پرہیزگار بنا دے‘ تاکہ وہ لوگ بھی ہمارے ساتھ جنّت میں داخل ہو کر ہماری خوشی اور اطمینان کا باعث بنیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہمارے پیچھے آنے والی نسلوں کے لوگ جہنّم کے مستحق ٹھہریں۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے: ((کُلُّکُمۡ رَاعٍ وَکُلُّکُمۡ مَسْئُوۡلٌ عَنۡ رَعِیَّتِہٖ)) کہ تم میں سے ہر شخص کی حیثیت ایک چرواہے کی سی ہے اور تم میں سے ہر کوئی اپنی رعیت کے بارے میں جوابدہ ہوگا۔ اس لحاظ سے ہر آدمی کے اہل وعیال اس کی رعیت ہیں اور اپنی اس رعیت کے بارے میں وہ مسئول ہوگا۔ چنانچہ ان کی ہدایت کے لیے اسے کوشش بھی کرنی چاہیے اور دعا بھی۔

درس حدیث

روزہ اور قرآن کی شفاعت

عَنۡ عَبۡدِ اللّٰہِ بۡنِ عَمۡرٍو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُمَا اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ:

((اَلصِّیَامُ وَالۡقُرۡآنُ یَشۡفَعَانِ لِلۡعَبۡدِ‘ یَقُوۡلُ الصِّیَامُ: اَیۡ رَبِّ اِنِّیۡ مَنَعۡتُہُ الطَّعَامَ وَالشَّھَوَاتِ بِالنَّھَارِ فَشَفِّعۡنِیۡ فِیۡہِ‘ وَیَقُوۡلُ الۡقُرۡآنُ: مَنَعۡتُہُ النَّوۡمَ بِاللَّیۡلِ فَشَفِّعۡنِیۡ فِیۡہِ‘ فَیُشَفَّعَانِ)) (رواہ احمد و الطبرانی و البیہقی)

حضرت عبداللہ بن عمرو (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

’’روزہ اور قرآن دونوں (قیامت کے روز) بندے کی سفارش کریں گے۔ (یعنی اُس بندے کی جو دن میں روزے رکھے گا اور رات میں اللہ کے حضور کھڑے ہو کر اُس کا پاک کلام قرآن مجید پڑھے گا یا سنے گا) روزہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! مَیں نے اس بندے کو کھانے پینے اور نفس کی خواہش کو پورا کرنے سے روکے رکھا تھا‘ آج میری سفارش اس کے حق میں قبول فرما۔ اور قرآن کہے گا: مَیں نے اس کو رات کو سونے اور آرام کرنے سے روکے رکھا تھا‘ پروردگار! آج اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما۔ چنانچہ (روزہ اور قرآن) دونوں کی سفارش (اُس بندہ کے حق میں) قبول کی جائے گی‘‘۔ (اور اس کے لیے جنت اور مغفرت کا فیصلہ فرما دیا جائے گا۔)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

اداروں کی ناکامی؟

اب یہ ایک کھلا راز ہے کہ پاکستان میں حکومت کی تبدیلی میں مرکزی اور کلیدی رول امریکہ کا تھا۔ کسی کی کوئی بات نہ بھی مانی جائے لیکن دوسری جنگ عظیم کے بعد صرف امریکہ کی تاریخ کا جائزہ لے لیا جائے تو حقائق کچھ یوں سامنے آتے ہیں کہ گزشتہ پون صدی میں امریکہ کی نافرمانی کرنے اور اُس کی لائن نہ لینے پر 84 حکومتوں کو بدل دیا گیا۔ عمران خان ذاتی طور پر 2001ء سے جب اُس نے باآواز بلند کہا کہ دہشت گردی کے خلاف نام نہاد جنگ ہماری نہیں امریکہ کی ہے۔ وہ امریکہ کی ناپسندیدہ شخصیات کی فہرست میں آ گیا تھا۔ لہٰذا عمران خان سے امریکہ کی دشمنی نئی نہیں دو عشرے پرانی ہے۔ اس پر افغان طالبان کی حمایت کا الزام تھا۔ اسے طالبان خان کہہ کر پکارا جاتا تھا۔ دہشت گردی کی جنگ کے حوالے سے اُس نے اپنی فوج کے بھی زبردست لتے لیے۔ بعدازاں جس کے کلپ دکھا دکھا کر عمران خان کے مخالفین فوج کو اپنی طرف راغب کرتے رہے۔ ہم نے گزشتہ اداریہ میں عمران کی سیاسی سطح پر اور مذہبی سطح پر امریکہ کی نافرمانیوں کا ذکر کیا ہے۔ ان نافرمانیوں کا غور سے مطالعہ کریں تو اگرچہ تعداد میں سیاسی نافرمانیاں مذہبی نافرمانیوں سے زیادہ ہیں، لیکن مذہبی نافرمانیوں کا گھاؤ امریکیوں کے لیے زیادہ گہرا اور زیادہ تکلیف دہ ہے۔ مذہبی سطح کی نافرمانی، امریکہ کی رگ و پے میں سرایت کی ہوئی یہودیت کے لیے ناقابل برداشت تھی۔ لہٰذا حکومت پاکستان پر ایک شدید حملہ امریکی انتظامیہ کی مجبوری بھی تھی۔ اندازہ کیجئے کہ برطانیہ جیسے دوست (بلکہ بغل بچہ) کے وزیراعظم ٹونی بلیر کی زبان پھسل جاتی ہے اور وہ ہولوکاسٹ کا محض ذکر کر دیتا ہے تو بعدازاں اُسے دونوں ہاتھ جوڑ کر عوامی سطح پر معافی مانگنی پڑتی ہے۔ ایسے میں پاکستان جیسے غریب اور مقروض ملک کا وزیراعظم جب جنرل اسمبلی میں توہین رسالت کرنے والوں کے خلاف گرجتے برستے ہوئے یہ کہتا ہے کہ ہولوکاسٹ آپ کے لیے بڑا مسئلہ ہے لیکن ہمارے لیے نبی اکرم ﷺ کی شان سے بڑھ کر کسی کی کوئی حیثیت نہیں۔ ہم اُن کی توہین اُن کی شان میں گستاخی کسی صورت قبول نہیں کریں گے۔ تو کیا یہودی ایسے شخص کو معاف کر دیں گے؟ گزشتہ صدی کی تاریخ بتاتی ہے کہ یہ بدترین جرم ہے ایسے شخص کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں اگرچہ اس بات کا ذکر بعد میں ہونا چاہیے تھا۔ لیکن ہم یہیں عرض کر دیں کہ عمران خان کی زندگی شدید خطرے میں ہے۔ بہرحال بچانے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے۔

عمران خان کی سیاسی نافرمانیوں کا ہم گزشتہ تحریر میں ذکر کر چکے ہیں اُس کا اعادہ کی ضرورت نہیں۔ لیکن اُس نے اسلاموفوبیا کے مسئلے کو اتنے زوردار انداز میں اُٹھایا اور 15 مارچ کا دن اس حوالے سے منانے پر یواین کو مجبور کر دیا گویا اُس نے یہودیوں کے زیر اثر یورپ کے حکمرانوں کی کئی دہائیوں پر محیط محنت اور سرمایہ کو کافی حد تک ضائع کر دیا۔ اس کام یعنی اسلاموفوبیا پیدا کرنے پر یورپ

ہفت روزہ | لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

17 تا 23 رمضان 1443ھ جلد 31
19 تا 25 اپریل 2022ء شمارہ 16

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فریداللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد **طابع:** رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (14300 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (10800 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

نے مال وجان کی بہت بڑی انوسٹمنٹ کی ہوئی تھی۔ بھٹو نے مسلمانوں کو مجتمع کرنے کی بہت کوشش کی تھی OIC کا سربراہی اجلاس پاکستان میں منعقد کرایا اُسے زندہ نہ رہنے دیا گیا تو جو مسلمان حکمران اپنے ساڑھے تین سالہ دور میں وزرائے خارجہ کی سطح پر OIC کے ایک نہیں دو اجلاس کروائے گا، وہ یہود کے غضب کا نشانہ کیوں نہیں بنے گا۔ بات کو زیادہ آسانی سے سمجھنا ہو تو ہالینڈ کے شاتمِ رسول گیرٹ ولارز کا عمران حکومت کے خاتمے پر خوشی سے جھومتا ہوا تبصرہ پڑھ لیجئے۔ اس سے عمران کے خلاف عیسائی یہودی گٹھ جوڑ بھی سامنے آجائے گا۔ لہٰذا قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان کو ایک مرتبہ پھر اُس طرح کی دھمکی دی گئی جو اکیسویں صدی کے آغاز پر افغانستان پر حملہ کرتے ہوئے دی گئی تھی یعنی حکم عدولی کی صورت میں ہم تمہیں پتھر کے دور میں دھکیل دیں گے۔ اس مرتبہ جو الفاظ استعمال کیے گئے اُن کا مطلب نکلتا ہے کہ تم پر زندگی تنگ کر دی جائے گی اور اگر اچھے بچے بنو گے تو ”تمہیں معاف کر دیا جائے گا“۔ یہ تو وہ سب کچھ تھا جو بیرونی سطح پر ہوا۔

اصل افسوس تو اُن ریاستی اداروں پر ہے جو ایک مرتبہ پھر غیروں کے آگے بے چون و چرا سجدہ ریز ہو گئے۔ اس حوالے سے اس مرتبہ شاید ہماری عدلیہ دوسرے ادارے پر سبقت لے گئی۔ جب وہ عدلیہ جس کے پاس باون ہزار مقدمات التوا میں پڑے ہیں، اتوار کے روز ازخود نوٹس لیتی ہے اور آناً فاناً فیصلہ سنا دیتی ہے۔ پھر بھی قانون کے عین مطابق ہمارا پہلا ردعمل یہ تھا کہ یہ چونکہ عدالت عظمیٰ کا فیصلہ ہے، اسے من وعن تسلیم کرنا چاہیے۔ لیکن چونکہ فیصلہ صادر ہو جانے کے بعد پبلک پراپرٹی ہوتی ہے تو ہم نے اس کے تمام پہلوؤں کا بغور جائزہ لیا تو محسوس ہوا کہ پون صدی میں بھی ہماری عدلیہ بالغ نہیں ہو سکی۔ ہم پھر اس بات کا اعادہ کرتے ہیں کہ زیادہ تر آئینی اور قانونی ماہرین کی رائے یہ تھی کہ ڈپٹی سپیکر نے رولنگ دیتے ہوئے اپنے آئینی اختیارات سے تجاوز کیا تھا لہٰذا اُس رولنگ کو غیر آئینی قرار دے دینا برحق قرار دیا جا سکتا تھا۔ لیکن کیا عدلیہ کا مدعا علیہ کے اُس خط کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہ کرنا جس میں پاکستان کے داخلی معاملات میں مداخلت کا باقاعدہ ذکر ہے اور رولنگ مسترد کر دینا عدل کے تقاضوں کے مطابق تھا؟ بیرونی مداخلت کا خط دیکھ کر بھی رولنگ مسترد کر دیتے تو عدلیہ کے پاس کوئی عذر پیش کرنے کا جواز ہوتا۔ پھر کیا اُن ضمیر فروشوں کا یہ عمل کہ وہ منحرف ہو کر پہلے سندھ ہاؤس میں باندھ دیئے گئے، پھر دوسرے باڑے میں منتقل کیے گئے، کیا اُن کے خلاف ازخود نوٹس لینے کی ضرورت نہیں تھی؟ جبکہ وہ یہ کہتے بھی سنے گئے کہ ہمیں اتنی بڑی رقم مل جائے گی کہ زندگی سنور جائے گی۔

سوال یہ ہے اگرچہ دوسرے مقدمات کی طرح اتنا وقت تو نہیں لگنا چاہیے تھا جیسے کہ ہمارے ہاں عام حالات میں یہ ہوتا ہے کہ دادا کیس دائر کرتا ہے اور پوتا فیصلہ حاصل کرتا ہے لیکن اتنی بھی بھاگ دوڑ کیا تھی کہ اتوار کے روز اور آدھی رات کو عدالت لگا کر اندھیرے میں فیصلے سنا دیے جاتے ہیں اگر عدل کے تقاضے پورے کرنے پر ایک یا دو ماہ لگ جاتے تو کیا عمران خان نے حکومت سر پر اٹھا کر کہیں بھاگ جانا تھا۔ 7 اپریل کی رات بھی عجیب رات تھی۔ عدالت عظمیٰ نے تحریک انصاف کی حکومت کو بارہ بجے رات کا وقت دیا تھا کہ تحریک عدم اعتماد پر لازماً ووٹنگ کروانا ہے۔ وقت گزر رہا تھا اور ووٹنگ کے کوئی آثار نظر نہیں آرہے تھے۔ اُس وقت عدلیہ کی حالت دیدنی تھی تقریباً ساڑھے دس بجے رات احکامات جاری ہو گئے کہ سپریم کورٹ کھول دیا جائے۔ عملہ حاضر ہو جائے۔ کورٹ نمبر 1 میں پانچ کرسیاں لگا دی گئیں کہ شاید توہین عدالت ہو جائے تو قانون کے قاتلوں کو فوری سزا دی جائے۔ کسی جرم کے ارتکاب کے خطرے سے نمٹنے کے لیے پولیس کا الرٹ ہونا تو سنا تھا، عدلیہ کے ارتکاب جرم سے قبل اُٹھک بیٹھک کی دنیا میں کوئی نظیر نہیں ملتی۔

بعض مبصرین کا خیال ہے کہ عمران خان نے جان بوجھ کر معاملہ اتنا late کیا تھا کہ دنیا دیکھ لے کہ جرم کے سرزد ہونے سے پہلے سزا دینے کی تیاری کتنے زور وشور سے ہو رہی ہے، کس قدر دباؤ ہے جس کی عدلیہ متحمل نہیں ہو پا رہی؟ عام آدمی کا سوال بھی یہ ہے کہ 12 بجے رات تک اگر عدالت کے حکم پر عمل نہ ہوتا تو توہین عدالت کا قانون لاگو ہو جاتا جو عام حالات میں ہماری عدالتیں کتنا کتنا عرصہ Delay کر دیتی ہیں۔ ان خصوصی حالات میں عدالت عظمیٰ بارہ بج جانے کے بعد تمام اقدامات کا آغاز کرتی۔ یہ اس پس منظر میں کتنا عجیب نہیں کتنا خوفناک لگتا ہے کہ موجودہ وزیر اعظم شہباز شریف پر عدلیہ کئی ماہ سے فردِ جرم کرنے کی تاریخیں دے رہی تھی، لیکن ہر تاریخ پر التوا ہو جاتا ہے اور کئی ماہ گزرنے کے باوجود فردِ جرم آج تک عائد نہیں ہو سکی۔ جو چند گھنٹوں کا کام تھا لیکن اس کیس میں ڈپٹی سپیکر کی رولنگ پر فیصلہ ہائپر سانک رفتار سے آ گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ماضی میں بھی ہماری عدلیہ کی ساکھ اس قسم کے فیصلوں سے بری طرح متاثر ہوئی۔

تازہ ترین صورتِ حال یہ ہے کہ حکومت بدلتے ہی ہمیں دہشت گردی کے حوالے سے کٹہرے میں کھڑا کر دیا گیا ہے۔ جو بائیڈن، مودی ورچل ملاقات کے بعد پاکستان کی سرزمین سے دہشت گردی اور ممبئی حملوں اور پٹھان کوٹ حملوں کا ذکر سامنے آ گیا ہے۔ یہ امریکہ بھارت سربراہی ملاقات میں مسئلہ اٹھایا گیا ہے تو پاکستان کی طرف سے بھی وزیر اعظم کی طرف سے دندان شکن جواب آنا چاہیے تھا، لیکن وزارتِ خارجہ نے محض ایک رسمی سا ردعمل ظاہر کر دیا۔ آخر میں ہم یہ عرض کریں گے کہ ہم اگرچہ اپنی فوج کے خلاف کسی قسم کی مہم کے ہمیشہ خلاف رہے ہیں، لیکن I.S.P.R کو بھی احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ ایسی وضاحت سے گریز کرنا چاہیے جس سے معاملہ سلجھنے کی بجائے مزید الجھ جائے۔ مثلاً اگر آپ کہیں گے کہ سازش نہیں مداخلت تھی تو معاملہ مزید سنگین ہو جاتا ہے، کیونکہ مداخلت تو سازش کے بعد ایک عملی اور بڑا قدم ہے۔

تیسری قسط

امیر سے ملاقات

میزبان: آصف حمید

سوال: رمضان المبارک میں دورۂ ترجمہ قرآن کا پروگرام ہوتا ہے جو تنظیم اسلامی کا خاص پروگرام ہے۔ یہ بڑا کٹھن کام ہے، اس ایک ماہ میں پورے قرآن کا ترجمہ کیسے ممکن ہے؟

جواب: بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے 1984ء کے ماہ رمضان میں لاہور سے دورہ ترجمہ قرآن شروع کیا تھا اس وقت شدید گرمیوں کا موسم تھا اور راتیں بھی بہت مختصر تھیں لیکن الحمدللہ ڈاکٹر صاحب نے پورے قرآن کا دورہ ترجمہ کرایا۔ بنیادی نکتہ یہ تھا کہ رمضان المبارک دراصل قرآن حکیم کا مہینہ ہے۔ سارے مہینے اللہ کے ہیں لیکن رمضان قرآن حکیم کی وجہ افضل ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِيۡٓ اُنۡزِلَ فِيۡهِ الۡقُرۡاٰنُ﴾

''رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا''(البقرۃ:185)

یہ روزے کی پرمشقت عبادت سے کیوں گزارا جا رہا ہے؟ اللہ تعالیٰ اسی آیت میں ہی فرماتا ہے:

﴿وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمۡ وَلَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ۝﴾ ''اور تاکہ تم بڑائی کرو اللہ کی اس پر جو ہدایت اُس نے تمہیں بخشی ہے'' ''اور تاکہ تم شکر کرسکو''

جو اللہ نے ہماری رہنمائی کے لیے کتاب ہدایت نازل فرمائی اُس پر اللہ کا شکر ادا کرنے کے لیے روزے کی عبادت مقرر کی گئی۔ دن کا روزہ فرض ہے اور رات کا قیام تطوع ہے لیکن اللہ کے رسول ﷺ پورا سال اہتمام فرماتے تھے۔ پھر صحابہ کرام ؓ کے دور میں اجماع کی صورت میں باجماعت نماز تراویح کا تصور بھی سامنے آ گیا۔ رات کا قیام بھی قرآن حکیم کے ساتھ ہے۔ یعنی ماہ رمضان میں فوکل پوائنٹ قرآن حکیم ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم رمضان میں قرآن کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ اسے ایک زندہ کتاب ہدایت کے طور پر لیں۔ جب ہم تلاوت کریں تو ہمیں معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ ہم سے کیا چاہتا ہے، کن باتوں سے راضی ہوگا، کن باتوں سے ناراض ہوگا لیکن ہمارے معاشرے میں یہ بہت بڑی خامی ہے کہ ہم نماز تراویح میں پورا قرآن سن تو لیتے ہیں لیکن ہمیں معلوم نہیں ہوتا کہ اللہ ہم سے کیا کہہ رہا ہے۔ حالانکہ قرآن صحابہ کرام ؓ کی زبان میں اُترا تھا لیکن موطا امام مالکؒ کے مطابق اس کے باوجود صحابہ کرام ؓ کا طرز عمل یہ تھا کہ وہ قرآن کو سمجھنے کے لیے پوری رات قیام کرتے تھے۔ پھر ہم چاہتے ہیں کہ قرآن ہمارے لیے شفاعت کرے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: روزہ اور قرآن بندے کے حق میں اللہ سے سفارش کریں گے۔ روزہ کہے گا: اے پروردگار! میں نے تیرے اس بندے کو کھانے پینے اور شہوت سے روکے رکھا۔ پس اس کے حق میں میری سفارش قبول فرمالے۔ اور قرآن یہ کہے گا کہ پروردگار میں نے اس کو رمضان کی راتوں میں سونے سے روکے رکھا لہٰذا اس کے حق میں میری سفارش قبول فرمالے۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں کی سفارش کو قبول فرمائے گا''۔

(رواہ البیہقی)

لیکن سوال پھر وہی ہے کہ کیا ہمارا یہ رات کا جاگنا قرآن پاک کے ساتھ ہو رہا ہے؟ کیونکہ ایک تو ہماری راتیں قرآن کے ساتھ قیام میں نہیں گزرتیں بلکہ نماز عشاء کے ایک گھنٹے بعد تراویح ختم ہو جاتی ہے، دوسرا رات کا کچھ حصہ اگر قرآن کے ساتھ گزرتا بھی ہے تو ہمیں معلوم ہی نہیں ہوتا کہ قرآن ہم سے کیا کہہ رہا ہے۔ چنانچہ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے اس بات کی کوشش کی کہ رمضان کی راتوں کا قیام بہتر انداز سے ہو اور اس کو بامقصد بنایا جائے۔ نماز تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد وقفہ ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے اس کو تراویح کہا جاتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اس وقفہ کا بہترین استعمال یہ سمجھا کہ اس میں قرآن کو ترجمہ اور تشریح کے ساتھ سمجھا جائے۔ اسی مقصد کے لیے ڈاکٹر صاحب نے دورۂ ترجمہ قرآن کا سلسلہ شروع کیا جس میں ہر چار رکعت کے بعد جتنے حصہ کی تراویح پڑھنی ہوتی ہے اس کا ترجمہ اور مختصر تشریح بیان کی جاتی ہے۔ تقریباً چار پانچ گھنٹے میں 20 تراویح، ترجمہ اور تشریح مکمل ہو جاتی ہے۔ لوگ حیران ہوتے ہیں کہ یہ کیسے ہوتا ہے لیکن ہو رہا ہے۔ اب اللہ کے فضل وکرم سے پاکستان کے کئی شہروں میں کئی مقامات پر یہ سلسلہ چل رہا ہے جس میں تین مرتبہ قرآن حکیم کی تکمیل ہوتی ہے۔ یعنی تراویح میں قرآن کریم کی تکمیل، پھر مدرس کے ہر آیت پڑھنے کی تکمیل، پھر جو وہ ترجمہ کرتا ہے اس کی تکمیل۔ پھر سینکڑوں آیات کی تشریح کرتا ہے۔ کہیں 27 کو اور کہیں 29 رمضان کو ختم قرآن ختم ہو جاتا ہے۔ یہ کام اللہ کے فضل سے ہوتا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ پر اللہ نے اس اعتبار سے خاص فضل فرمایا۔ جو کام انہوں نے اکیلے شروع کیا تھا آج پورے پاکستان میں ان کے کئی شاگرد یہ کام کر رہے ہیں اور ہر سال ہزاروں حضرات وخواتین اس سے استفادہ کرتے ہیں۔

سوال: اس طرح کی مثال کسی دوسری جماعت میں ملتی ہے یا کسی بڑی شخصیت نے اس حوالے سے کوئی مثال پیش کی ہو؟

جواب: امام مالکؒ کے حوالے سے بڑی دلچسپ بات ہے جو ڈاکٹر صاحب بھی بیان کرتے تھے کہ امام مالک کے ہاں تو 36 رکعات تراویح کا تصور تھا حالانکہ امام صاحب خود 20 کے قائل تھے لیکن ہر چار رکعت کے بعد جو وقفہ ہوتا تھا اس میں لوگ انفرادی طور پر چار رکعت پڑھتے تھے۔ 20 رکعتوں میں چار وقفے آتے ہیں اور ان چار وقفوں میں 16 رکعت انفرادی طور پر پڑھی جاتی تھیں۔ ہمارے ماضی کے بزرگوں کے ہاں یہ رواج تو ملتا ہے کہ چار رکعت کے بعد لوگوں کو وقفہ دے دیا جاتا تھا کہ کوئی نوافل ادا کرلے یا تلاوت کرلے، دعاؤں کا اہتمام کرلے تو پھر دوبارہ جمع ہوں گے تاکہ پوری رات قرآن حکیم کے ساتھ گزاری جائے۔ بانی تنظیمؒ نے کوشش کی کہ چار تراویح کے بعد والے وقفے کو کیوں نہ اس دور کی ضرورت کے مطابق بامقصد بنایا جائے اور اس میں قرآن کو ترجمہ کے ساتھ پڑھا جائے۔ بہرحال یہ سعادت ان کے حصے میں آئی۔ البتہ ہمارے ہاں مساجد میں کچھ عرصہ سے یہ اہتمام چل رہا ہے کہ تراویح کے بعد پہلے پندرہ بیس منٹ کا خلاصہ سنایا جاتا ہے۔ البتہ جماعت اسلامی کے کچھ حلقوں نے بانی تنظیم اسلامی کی طرز والا دورہ ترجمہ قرآن شروع کیا ہے لیکن اکثریت ابھی خلاصہ تک ہی محدود ہے۔ بہرحال اس دورہ ترجمہ قرآن کا بہت فائدہ ہے۔ ہم نے ہزاروں لوگوں کی زندگیاں بدلتے ہوئے دیکھی

ہیں کیونکہ جو قرآن کے ساتھ جڑتا ہے قرآن اس میں ضرور تبدیلی پیدا کرتا ہے۔

سوال: کیا کوئی تنظیم میں شامل ہوئے بغیر تنظیم کے کاموں میں حصہ لے سکتا ہے؟

جواب: بہت سے لوگ تنظیم کے کاموں میں حصہ لیتے ہیں۔ یہ ممکن ہے۔ تنظیم اسلامی میں جو لوگ بیعت کر کے شامل ہو جائیں گے تو ان کو ہم رفیق (جمع رفقاء) کہتے ہیں لیکن ایسے بہت سارے خواتین وحضرات ہیں جو باقاعدہ ابھی تک شامل نہیں ہوئے لیکن ہمارے ساتھ کچھ تعاون کرنا چاہتے ہیں اور ہماری سرگرمیوں میں حصہ لینا چاہتے ہیں۔ الحمدللہ! اس طرح کی سرگرمیوں میں لوگ حصہ لے رہے ہیں۔ جیسے دورۂ ترجمہ قرآن کا سلسلہ ہے کہ مدرس تنظیم اسلامی کا رفیق ہوگا اور انتظامی امور کو دیکھنے اور دورہ میں شرکت کرنے والوں میں رفقاء کے ساتھ ساتھ دوسرے لوگ بھی شریک ہوتے ہیں جو اس مقصد سے ایک طرح کی محبت رکھتے ہیں یا قرآن کو سمجھنا چاہتے ہیں۔ اسی طرح ہمارے دروس قرآن اور کورسز میں بھی عام لوگ شریک ہوتے ہیں۔ ان کو ہم احباب کہتے ہیں۔ اس طرح کچھ لوگ مالی طور پر تعاون کرتے ہیں، تنظیم اسلامی کا ایک اصول ہے کہ یہ عام چندے کی اپیل نہیں کرتی اور اپنے رفقاء کے انفاق پر اس کا انحصار ہے لیکن کچھ لوگ جو ڈاکٹر صاحب کے مشن سے محبت کرتے ہیں کہ لوگوں تک قرآن کا پیغام پہنچے وہ تنظیم میں نہ ہوتے ہوئے بھی مالی تعاون کرتے ہیں۔ اسی طرح بہت سارے لوگ ایسے ہیں جو ہمارے کاموں سے واقف ہیں وہ ان کاموں کو آگے بڑھانے میں مدد دیتے ہیں جیسے بانی تنظیمؒ کا ریکارڈ شدہ مواد سوشل میڈیا (یوٹیوب، فیس بک، واٹس ایپ) کے ذریعے دوسروں تک پہنچا رہے ہیں۔ یہ بھی تنظیم کی دعوت کا کام ہے جس میں لوگ ہم سے تعاون کر رہے ہیں۔ لیکن پھر بھی لوگ سوال کرتے ہیں کہ تنظیم میں آ کر کیا کرنا ہوگا؟ تو اس کا جواب ایک لائن میں یہ ہے کہ وہی کرنا ہوگا جو دین اسلام کے تقاضے ہیں۔ جب کلمہ پڑھ کر اسلام میں داخل ہو گئے تو کلمے کے تقاضوں میں پورا دین آ جائے گا۔ تنظیم میں آ کر ان تقاضوں کی یاد دہانی اور ان کو ادا کرنے کے لیے ترغیب وتشویق اور معاونت مل جائے گی۔ تنظیم اسلامی رفقائے تنظیم اسلامی کی ایک جماعت ہے، ہم مل کر ایک دوسرے کو حق کی وصیت اور صبر کی وصیت کرتے ہیں۔ یعنی ایک دوسرے کی مدد کر رہے ہوتے ہیں۔ زیادہ لوگ تنظیم کے نظم سے خوفزدہ ہونے کی وجہ سے تنظیم میں شامل نہیں ہوتے۔ حالانکہ ایک عام آدمی بھی بچے سے لے کر بوڑھوں تک ایک نظم کے تحت زندگی گزار رہے ہوتے ہیں۔ یعنی ساری دنیا کے معاملات نظم کے بغیر نہیں چلتے تو دین کے تقاضوں پر عمل کے لیے نظم کیوں ضروری نہیں ہوگا۔ جب دنیوی کاموں کے لیے نظم ضروری ہے تو دین کی اجتماعیت کے لیے کیوں نہیں ہے۔ تنظیم اسلامی انسانوں کی جماعت ہے اور انسانوں کے ساتھ خطائیں وابستہ ہیں: ((كُلُّ بني آدم خَطَّاءٌ وخيرُ الخَطَّائِينَ التوابون)) (ترمذی) بہرحال عام زندگی کے مقابلے میں جماعتی زندگی میں دینی ودنیوی فوائد ہیں اور ہمیں اسی کو اختیار کرنا چاہیے۔

سوال: ایک بندہ کہتا ہے کہ میں دین کا کام کرنا چاہتا ہوں لیکن میں مصروف ہوں جس کی وجہ سے وقت نہیں نکال سکتا۔ اس کے بارے میں آپ کیا کہیں گے؟

جواب: اس میں کوئی شک نہیں مصروفیات ہیں، معاش کے مسائل ہیں۔ اس کی ہم نفی نہیں کرتے۔ جو بندہ اپنی مصروفیات کو عذر بنا کر دین کے کام سے بھاگتا ہے اگر اس کے گھر سے فون آئے کہ اس کے بیٹے کا ہاتھ جل گیا تو وہ اپنی ساری مصروفیات چھوڑ کر بھاگتا ہے۔ جہنم کی آگ سے خود کو اور اپنی آل اولاد کو بچانے کے لیے ہم دنیوی مصروفیات کو کیوں نہیں چھوڑ سکتے۔ ارشاد ہوتا ہے: ﴿نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۝﴾ (الہمزہ) ''وہ آگ ہے اللہ کی بھڑکائی ہوئی۔''

سورۃ النساء میں اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ کھال جل گئی تو بار بار اس کو کھال دی جائے گی تاکہ وہ عذاب کو چکھتا رہے اور جلنے کے عذاب کو بھگتتا رہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جہنم کے عذاب سے بچائے۔ بہرحال اس کا احساس ہونا چاہیے کہ دینی تقاضے ادا کیے بغیر میری نجات ممکن نہیں ہے۔ جب تک یہ احساس نہیں ہوگا قدم آگے نہیں بڑھ سکتے۔ دوسری بات یہ ہے کہ آج کل کہا جاتا ہے کہ دنیا میں کسی کے پاس وقت نہیں ہے جو بندہ سوشل میڈیا پر دس گھنٹے وقت ضائع کر رہا ہے وہ بھی مصروف ہے۔ اس کے برعکس میں کہتا ہوں کہ ہر بندے کے پاس وقت ہے، انحصار اس بات پر ہے کہ اس کی ترجیح کیا ہے۔ اگر کسی کا دوست باہر سے آ جائے تو وہ سارے معاملات کو آگے پیچھے کر کے اپنے دوست کو وقت دیتا ہے۔ آج کل ہمارے ہاں جو شادیاں ہو رہی ہیں اس کے لیے لوگ پورا پورا مہینہ چھٹیاں لیتے ہیں، بچوں کے امتحان سر پر آ جائیں اُن کی دیگر تمام مصروفیات کو ختم کر دیا جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ جس چیز کو ترجیح دی جاتی ہے اس کے لیے وقت نکلتا ہے۔ اسی طرح اگر عملی طور پر ہر بندہ یہ طے کر لے کہ اس نے دینی تقاضوں پر عمل کرنا ہے اور اس کے لیے اجتماعیت کو اختیار کرنا ہے تو ہر بندے کو وقت مل سکتا ہے۔ تنظیم اسلامی کے ساتھ جو لوگ جڑے ہوئے ہیں وہ سب اسی معاشرے کا حصہ ہیں، ان کے بھی معاش کے معاملات ہیں، ان کے بھی بیوی بچے ہیں لیکن ان دنیوی معاملات کے ساتھ ساتھ دین کا کام بھی کرتے ہیں۔ ہمارا ہفتہ وار اسرہ کا پروگرام ہوتا ہے جس میں رفقاء ملتے ہیں، اس میں بوڑھے جوان سب شریک ہوتے ہیں لیکن اگر کسی کی مجبوری ہو تو اس کی معذرت قبول کی جاتی ہے۔ ہمارے رفقاء میں ایسے لوگ ہیں جن کے بے شمار مسائل ہیں لیکن پھر بھی وہ اپنے نظم کو پورا وقت دیتے ہیں۔ جب بندہ اس طرح کے لوگوں کو دیکھے گا کہ یہ اپنی ساری مشکلات کے ہوتے ہوئے دین کے کام کو ترجیح دیتے ہیں تو اس کو حوصلہ ملے گا۔

سوال: تنظیم اسلامی کا سورس آف انکم کیا ہے اگر کوئی تنظیم کی مدد کرنا چاہے تو کیا معیار ہے؟

جواب: دو باتیں ہیں۔ اصلاً اصولی اور بنیادی طور پر تنظیم اسلامی مالی معاملات چلانے کے لیے اپنے رفقاء پر ہی انحصار کرتی ہے اور یہ تقاضا بھی دین کا تقاضا ہے کیونکہ انفاق تو کرنا ہے چاہے تنظیم میں ہو یا نہ ہو اور انفاق صرف زکوٰۃ کا نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ((أَنَّ فِي المَالِ حَقًّا سِوَى الزَّكَاةِ)) تنظیم اسلامی کے بہت سارے مراکز کو تنظیم کے رفقاء نے ہی عطیہ کیا ہے جو دین حق ٹرسٹ کے تحت رجسٹرڈ ہیں۔ البتہ ایسے حضرات وخواتین جو رفقاء تنظیم سے منسلک ہوں یا ان کے قریبی لوگ ہوں جن کو تنظیم اور بانی تنظیم پر اعتماد ہے اور وہ کچھ امداد کرنا چاہتے ہیں تو ہم قبول کر لیتے ہیں۔ البتہ اس کے لیے ہمارا تقاضا ہے کہ راہ خدا میں جو خرچ کیا جائے وہ مال حلال سے ہونا چاہیے۔ اس حوالے سے بانی تنظیم نے اپنے دروس میں احادیث کی روشنی میں بہت زیادہ زور دیا ہے۔ ہم اس کے لیے ترغیب وتشویق دلاتے ہیں۔

سوال: تنظیم زکوٰۃ کے پیسوں کو کیسے استعمال کرتی ہے؟

جواب: پہلی بات یہ ہے کہ ہم اپنے رفقاء کو ترغیب دلاتے ہیں کہ وہ اپنی زکوٰۃ اپنے قرب وجوار کے مستحقین پر خرچ کریں کیونکہ یہ دین کا تقاضا بھی ہے اور حدیث

میں بھی ہے کہ اپنے رشتہ داروں کو دینے کا دہرا ثواب ہے۔ رفقاء کو اختیار ہے کہ وہ تنظیم کے بیت المال میں اپنی زکوٰۃ کی رقم جمع کروادیں جس کا پورا نظام separate ہے اور باقاعدہ ایک کمیٹی ہے جس کے تحت مستحقین پر ہی ہم زکوٰۃ خرچ کرتے ہیں۔ ایک سوال معروف ہے کہ کیا ہم توسع کے قائل ہیں یا کوئی حیلہ کرتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ توسع والی رائے میں ہم نے احتیاط کی ہے۔ اگرچہ سورۃ التوبہ میں فی سبیل اللہ کے جو الفاظ آئے ان کے مطابق زکوٰۃ کی رقم کو دعوتِ دین اور نفاذ دین کی جدوجہد میں بھی خرچ کیا جاسکتا ہے۔ بہت سارے اہل علم حضرات کی یہ رائے ہے لیکن ہمارے سابقہ امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید صاحب نے سارے مشوروں کے بعد احتیاط والی رائے کو ہی اختیار کیا جس کی بڑی برکت ہے۔ چنانچہ ہم صرف مستحقین پر ہی زکوٰۃ کا پیسہ خرچ کرتے ہیں اور اپنی دعوتی وتبلیغی سرگرمیوں میں زکوٰۃ استعمال نہیں کرتے۔ پھر ایک سوال آسکتا ہے کہ آپ کا کام کیسے چل رہا ہے تو اللہ رب العالمین کا بڑا فضل ہے کہ آج تک ہمارے کسی معاملے میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔ ماشاء اللہ! رفقاء تنظیم میں ایسے نیک لوگ بھی ہیں جو زکوٰۃ سے آگے بڑھ کر بھی خرچ کرتے ہیں۔

سوال: بٹ کوائن اور کرپٹو کرنسی کے حوالے سے تنظیم کا موقف کیا ہے؟

جواب: فقہی مسائل کے حوالے سے تنظیم کی ایک پالیسی ہے جس کے بارے میں بانیٔ تنظیم فرماتے تھے کہ فقہی معاملات میں، میں اُمی ہوں۔ یعنی میں اس حوالے سے پڑھا لکھا نہیں ہوں اور دوسرے فقہی مسائل کے بارے میں جتنا میری والدہ نے مجھے بتایا ہے میں وہی جانتا ہوں۔ بہرحال فقہی مسائل کا میدان ہمارا میدان نہیں ہے اور ہماری پالیسی یہی ہے کہ قرآن میں فقہی مسائل آئیں تو ترجمہ تو کرنا ہے ساتھ اصولی بات بیان کردیں اور پھر لوگوں کو یہی مشورہ دیں کہ وہ ان کے بارے میں علماء سے رجوع کریں اور اپنے اپنے مکتب فکر کے علماء سے رائے لے کر اس پر عمل کریں۔ بٹ کوائن کے بارے میں اکثر بڑے علماء کا اتفاق ہے کہ اس میں بڑے مسائل ہیں اور ہمارا دینی مزاج اور شریعت کے تقاضے بھی اس سے مطابقت نہیں رکھتے۔ یعنی دونوں قسم کی آراء ہیں اور شکوک وشبہات بھی ہیں۔ لہٰذا ہم لوگوں کو یہی کہتے ہیں کہ اس حوالے سے فقہی مسائل کے لیے وہ علماء سے رجوع کریں۔ اس حوالے سے سوشل میڈیا پر بھی جید علماء کے جوابات مل جائیں گے۔ جہاں تک اس کے متشابہ ہونے کا معاملہ ہے تو رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ’’حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح، اور ان کے درمیان کچھ مشتبہ چیزیں ہیں، جنہیں بہت سے لوگ نہیں جانتے (کہ حلال ہیں یا حرام) پھر جو شخص ان مشتبہ چیزوں سے بچا اس نے اپنے دین اور عزت کو بچالیا اور جو ان میں پڑ گیا وہ حرام میں پڑ گیا (اور اس کی مثال) اس چرواہے کی سی ہے جو چراگاہ کے آس پاس اپنے جانوروں کو چراتا ہے اور قریب ہے کہ اس میں گھس جائے اور سن لو کہ ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے اور اللہ کی چراہ گاہ وہ چیزیں ہیں جو اس کی حرام کردہ ہیں۔ (لہٰذا ان سے بچو) یاد رکھو انسانی جسم میں ایک ایسا ٹکڑا ہے اگر وہ صحیح ہو جائے تو سارا جسم صحیح رہے گا اور اگر وہ خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جائے گا، سن لو! وہ دل ہے۔‘‘ (متفق علیہ)

یعنی شبہ کے معاملات سے اپنے آپ کو دور رکھنا چاہیے اور اکثر علماء کی رائے بھی یہی ہے کہ اس سے ہمیں اجتناب کرنا چاہیے۔

سوال: کیا تنظیم اسلامی اب بھی ڈاکٹر صاحب کے فکر ہی کو لے کر چل رہی ہے یا اسلامی انقلابی عمل سے انحراف کر چکی ہے؟ کیا کوئی مجبوری یا پریشانی ایسی بھی آئی جس کی وجہ سے آپ کو اپنی فکر یا طریقہ کار پر compromise یا تبدیلی کرنی پڑی؟

جواب: پہلے سوال کا سادہ سا جواب ہے کہ قطعاً کوئی انحراف کا معاملہ نہیں ہے اور ہم اسی منہج، فکر اور طریقہ کار کو لے کر چل رہے ہیں۔ اس حوالے سے سوال یہ ہے کہ ہمارے بیانات سے کہاں اس بات کا اظہار ہو رہا ہے کوئی ہمیں بتادے۔ پھر بانی تنظیم کے ہزاروں گھنٹوں پر مشتمل خطابات ویڈیوز اور آڈیوز میں دستیاب ہیں، انہی پر مبنی ہماری کتابیں موجود ہیں، کسی ایک کتاب کو ہم نے روک دیا ہو۔ اسی طریقے پر ان کی بیان کردہ فکر یا معین کردہ طریقہ کار بھی تنظیم کے لٹریچر میں موجود ہے جس کو تنظیم اسلامی شائع کرواتی رہتی ہے۔ مزید برآں سابقہ امیر حافظ عاکف سعید نے 18 سال امارت کی ذمہ داری سرانجام دی۔ اللہ تعالیٰ ان کو صحت کاملہ عطا فرمائے۔ انہی کے زیر امارت 2008ء میں بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے اپنی فکر کو بہت ہی واضح انداز میں چھ نکات میں بیان کیا تھا۔ جن میں دینی فرائض کا جامع تصور، دعوت، تربیت اور تزکیہ شامل ہیں اور ان سب میں بنیادی آلہ قرآن حکیم ہے۔ اسی طرح منہج انقلاب نبوی ﷺ اور بیعت سمع وطاعت کا معاملہ ہے۔ یہ ہمارے فکر اور طریقہ کار کے بنیادی ستون ہیں۔ اس کو ہم نے شائع بھی کیا۔ پھر سابقہ امیر تنظیم اسلامی کے دور امارت میں بالآخر مشورے کے بعد مجھ پر امارت کی ذمہ داری ڈالی گئی تو اپنے اختتامی خطاب میں وہی چھ نکات بیان کیے اور پھر میں نے بھی اپنے پہلے خطاب میں انہی چھ نکات کا ذکر کیا کہ جس فکر کو بانی تنظیم نے بیان فرمایا ہم اسی کو لے کر چلیں گے۔ ان شاء اللہ!

سوال: کیا موجودہ حالات کو سامنے رکھتے ہوئے امیر تنظیم اسلامی طریقہ کار میں تبدیلی کر سکتے ہیں؟

جواب: اصولی طور پر ہمارے لیے اسوہ رسول اللہ ﷺ بنیادی نمونہ ہے۔ جیسے نماز کو قائم کرنے کے لیے ہم حضور ﷺ کے اسوہ کو سامنے رکھتے ہیں۔ اسی طرح اقیموا الدین (دین کو قائم کرو) کے لیے بھی ہمیں حضور ﷺ کے اسوے کو سامنے رکھنا ہوگا۔ حالات کی تبدیلی سے شریعت کے حکم میں بھی تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ یہ اصول صدیوں سے چلا آرہا ہے۔ موجودہ حالات میں بھی ہم نے منہج انقلاب نبوی کے پانچ مراحل کو ویسے ہی لے کر چلنا ہے البتہ چھٹے مرحلے پر معروضی حالات میں ہماری یہ رائے مختلف ہے اور اس کو لے کر ہم چلیں گے۔ چھٹے مرحلے میں حضور ﷺ کے دور میں قتال ہے اور یہ طے شدہ بات ہے کہ انقلاب یا نظام کی تبدیلی کبھی تصادم کے بغیر نہیں آتی۔ اگر تصادم کے بغیر انقلاب آتا تو کیا اللہ تعالیٰ امام الانبیاء ﷺ کے خون کا ایک قطرہ بھی بہنے دیتا لیکن حضور ﷺ کا تو طائف اور احد میں خون بہا۔ لیکن موجودہ دور میں چھٹے مرحلہ کے تقاضے مختلف ہوں گے کیونکہ ہمارے سامنے کلمہ گو مسلمان موجود ہیں، اسلام ان کے خلاف ہتھیار اُٹھانے کی اجازت نہیں دیتا۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ اس کو مسئلہ خروج کے ذیل میں بیان کرتے اور فقہاء کی آراء پیش کرتے تھے اور پھر انہوں نے فی زمانہ معروضی حالات کو سامنے رکھتے ہوئے یہ حل پیش کیا کہ ہم جان لینے کی بجائے جان دیں گے۔ اگر حالات بدل جائیں کہ انقلابی جماعت کی اتنی تیاری ہو کہ غالب حد تک گمان ہو کہ وہ حکمرانوں کو اوور تھرو کردے گی تب تو امام ابوحنیفہؒ اور دوسرے فقہاء بھی قتال کے قائل ہیں۔ لیکن موجودہ حالات میں قتال

کا مرحلہ موزوں نہیں ہے اس لیے اس رائے کو اختیار کیا گیا اور یہ ڈاکٹر صاحب کی اجتہادی رائے ہے۔ نائن الیون کے بعد دنیا کے حالات میں کافی تبدیلی آچکی ہے لیکن آج بھی پبلک پریشر کی بڑی اہمیت ہے۔ پبلک پریشر کے ذریعے حکومتوں کو ہلانا آج بھی اتنا ہی موزوں ہے جتنا ڈاکٹر صاحب اسی کی دہائی میں بیان کرتے تھے۔ یہ طریقہ بھی آج دنیا میں استعمال ہوتا ہے۔ آج دنیا میں مثالیں موجود ہیں کہ پبلک کے پریشر سے حکمرانوں کو تبدیلی کیا گیا ہے یا ان سے مطالبات منوائے گئے ہیں۔ لیکن ہم ایسے عوام کی بات کرتے ہیں جو پہلے اپنی ذات پر اللہ کے دین کو نافذ کریں تو پھر اللہ کی مدد بھی ان کے شامل حال ہوگی۔ ان شاء اللہ!

سوال: دوسری دینی جماعتوں کو چھوڑ کر تنظیم اسلامی میں کیوں شامل ہوا جائے؟

جواب: ہمارے اندر وسیع القلبی ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ خود بھی جماعت اسلامی سے علیحدہ ہوئے تھے اور ان کے ساتھ دوسرے لوگ بھی علیحدہ ہوئے تھے۔ ان میں سے کوئی دوسری جماعت میں شامل ہوتا تھا تو ڈاکٹر صاحب اس کو فون کر کے مبارک باد دیتے تھے کہ جماعت میں شامل ہو گئے ہو اور کام تو کر رہے ہو۔ ہم کہتے ہیں کہ جو بندہ جہاں بھی دین کے لیے کام کر رہا ہے اللہ کی رضا کے لیے کام کر رہا ہے وہ ہمارا بھائی ہے وہ دنیا میں کہیں بھی ہو۔ یہ ہمارے اخلاق کا بھی تقاضا ہے کہ ﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۖ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۖ﴾ (المائدہ: 2) ”اور تم نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں تعاون کرو، اور گناہ اور ظلم و زیادتی کے کاموں میں تعاون مت کرو۔“

اس حوالے سے ہمارے دل میں دوسری جماعتوں کے لیے وسعت ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہم کسی کو چھوڑ کر آنے کا مشورہ نہیں دیتے بلکہ ہم کہہ رہے ہیں کہ تنظیم اسلامی بھی کھڑی ہوئی ہے تو کیوں کھڑی ہے؟ پہلی بنیادی یہ بات ہے کہ انقلابی گوشے میں پہلے جماعت اسلامی کام کر رہی تھی۔ ڈاکٹر صاحب تو 1940ء سے 1947ء کی جماعت اسلامی کو own کرتے ہیں کیونکہ اس وقت تک جماعت اسلامی میں اصول اور فکر کے اعتبار سے بہترین معاملہ تھا۔ لیکن جب جماعت اسلامی انتخابی سیاست میں شامل ہوگئی تو پھر ڈاکٹر صاحب نے محسوس کیا کہ وہ گوشہ خالی پڑا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس انتخابی سیاست کے ذریعے چلتا ہوا نظام چلایا جاسکتا ہے بدلا نہیں جاسکتا اسی لیے ہم تحریک کی بات کرتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر کسی جماعت میں شامل ہونا ہے تو اس کے لیے کچھ اصول سامنے رکھ لیں:

1۔ وہ جماعت اقامت دین کی جدوجہد کر رہی ہو کیونکہ اللہ کے نبی ﷺ نے دین کو غالب کر کے دکھایا ہے اور آپ ﷺ کا مشن تھا: ﴿ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ﴾ (الصف: 9) ”تاکہ غالب کر دے اس کو پورے نظامِ زندگی پر۔“ آج وہ ذمہ داری ہمارے کاندھوں پر ہے۔

2۔ وہ جماعت اپنی دعوت وتربیت کے لیے قرآن حکیم کو بنیادی ذریعہ کے طور پر اختیار کرے۔ قرآن نبی اکرم ﷺ کے بارے میں فرماتا ہے: ﴿ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۤ ﴾ (الجمعہ: 2) ”جو ان کو پڑھ کر سناتا ہے اُس کی آیات اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں تعلیم دیتا ہے کتاب وحکمت کی۔“

3۔ وہ جماعت بیعت کی بنیاد پر ہو۔ قرآن، سنت، سیرت، خلفائے راشدینؓ، صحابہؓ کا عمل اور امت کی چودہ صدیاں بتارہی ہیں کہ جماعت سازی کے لیے بیعت کی بنیاد ہونی چاہیے۔

4۔ اس کا طریقہ کار اپنا نہیں بلکہ منہج انقلاب نبوی سے ماخوذ ہو۔ ہمارے پیش نظر رسول اللہ ﷺ کا اسوہ ہے۔ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب: 21) ”(اے مسلمانو!) تمہارے لیے اللہ کے رسولؐ میں ایک بہترین نمونہ ہے۔“

تنظیم اسلامی کے بانی نے ان اصولوں پر ہی تنظیم قائم کی ہے۔ میں بھی جب تنظیم میں شامل ہوا تو یہ اصول میرے سامنے تھے۔ بعد میں مجھے ان پر اور انشراح بھی ہوا۔ اس سب کے باوجود اگر کوئی کسی دوسری جگہ کام کرنا چاہتا ہے وہ اگر اخلاص کے ساتھ کر رہا ہے تو ہم اس کے لیے دعا کریں گے۔

❁❁❁

پریس ریلیز: 15 اپریل 2022ء

امریکہ سے ڈومور کی صدائے بازگشت تشویشناک ہے

شجاع الدین شیخ

امریکہ سے ڈومور کی صدائے بازگشت تشویشناک ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ امریکہ اور بھارت کے حالیہ مذاکرات کے اعلامیہ میں ممبئی حملوں اور پٹھان کوٹ کا ذکر آجانا جو قصہ پارینہ بن چکے تھے، پاکستان کے غیور عوام کے لیے ناقابل برداشت ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ پاکستان سے دہشت گردوں کے خلاف مزید کارروائی کا مطالبہ کر دیا گیا ہے یعنی ڈومور کی گردان پھر شروع ہوگئی ہے۔ اُنہوں نے مطالبہ کیا کہ حکومتِ پاکستان، بھارت اور امریکہ کی جانب سے پاکستان کو ڈومور کے حالیہ تقاضے کا سختی سے نوٹس لیں اور دشمنانِ اسلام و پاکستان کو دندان شکن جواب دیا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ بھارت پاکستان کا ازلی دشمن ہے جبکہ امریکہ ہر اُس موقع کی تلاش میں رہتا ہے جسے استعمال کر کے وہ پاکستان کو کمزور کر سکے۔ اگر حکومت پاکستان نے امریکہ اور بھارت کے ڈومور کے اس مطالبہ پر سخت ردعمل اور شٹ اپ کال نہ دی تو دشمنانِ اسلام و پاکستان کو کھل کھیلنے کا موقع مل جائے گا اور یہ قوتیں ملکی سلامتی اور خودمختاری کو پامال کرنے کے لیے کسی بھی حد تک جانے سے گریز نہ کریں گی۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

19

حضورِ رسالت ـــ 10 ـــ (II)

بچشمِ او نہ نُور و نے سرور است
نہ دل در سینۂ او ناصبور است
خدا آں اُمّتے را یار بادا
کہ مرگِ او ز جانِ بے حضور است

ترجمہ اس کی آنکھ میں نہ نور ہے اور نہ سرور (اور) نہ ہی اس کے سینے میں بےقرار (عاشق) دل ہے۔

خدا ہی اس امت کا مددگار ہے کیونکہ اس کی موت بے حضور زندگی سے ہے۔ یعنی مسلمان کی زندگی کا زوال اللہ کی بے حضوری کی وجہ سے ہے۔

تشریح آج کے ہندی غلام مسلمان کا حال کیا سناؤں ـــ اس کی آنکھوں میں آسودگی اور دین جذبات کا نور ہے اور نہ دنیاوی اور دینی کو خوش ہونے کا مقام اور موقع۔ وہ غلام ہے اور دین سے دور ہے۔ نہ آزادی کا جذبہ نہ ہر مسلمان زندہ رہنے اور مسلمان کی طرح شہادت کی موت کی آرزو اور اس کے لیے دلی بےقراری۔ اس کا دل ان اوصاف سے خالی ہے۔ اس امت مسلمہ کا اللہ ہی حافظ ہے کہ اس کی موت بے حضوری کی زندگی سے ہے یعنی ایمان باللہ، ایمان بالآخرہ اور ایمان بالرسالت بہت کمزور ہو کر نہ ہونے کے برابر رہ گئے ہیں۔ زیادہ افسوس اس بات کا ہے کہ اس امت کے چارہ گر، علماء، فقہاء، صوفیاء بھی اپنے فرائض منصبی سے بالعموم غافل ہیں اور امت کی اصلاحِ مطلوب کی طرف کم توجہ دے رہے ہیں اکثریت تو انگریز کی کاسہ لیس ہے کچھ دنیاداری میں پڑ گئے اور اقل قلیل نیم دلانہ اصلاحی کوششوں میں مصروف ہیں۔

قطعہ

اندازِ بیاں گرچہ بہت شوخ نہیں ہے
شاید کہ اُتر جائے ترے دل میں مری بات
یا وسعتِ افلاک میں تکبیر مسلسل
یا خاک کے آغوش میں تسبیح و مناجات
وہ مذہب مردانِ خود آگاہ و خدا مست
یہ مذہبِ مُلّا و جمادات و نباتات

(کلیاتِ اقبال، اردو، ص371)

حضورِ رسالت ـــ 10 ـــ (III)

مسلماں زادہ و نا محرمِ مرگ!
ز بیمِ مرگ لرزاں تا دمِ مرگ!
دلے در سینۂ چاکش ندیدم
دمِ بگستہٴ بود و غمِ مرگ!

ترجمہ مسلمان ہو کر موت کی حقیقت سے نا آشنا ہے (کیونکہ وہ) موت تک موت کے خوف سے کانپتا رہتا ہے۔

میں نے اس کے چاک سینے میں دل نہیں دیکھا (البتہ زندگی کی حقیقت سے ناواقف) بزدلی اور گھبراہٹ والا سانس اور موت کا غم موجود ہے۔

تشریح ہندی مسلمانوں کا کس کس پہلو سے رونا رویا جائے کہ منحوس برطانوی غلامی میں دین بھی گیا اور دنیا بھی گئی۔ دین اس لیے ہاتھ سے گیا کہ حقیقی اور سچے باعمل مسلمان نہیں رہے اور دنیا اس لیے نہیں مل رہی کہ نام کے مسلمان ہیں اور اس پر مصر ہیں اسی لیے اسلام دشمن قومیں اسے مار رہی ہیں۔ (بہت سے لوگ اس کیفیت سے تنگ آ کر شدھی سنگھٹن کی تحریک میں ہندو ہو گئے بہت سے مسلمان اسی دھوکے میں قادیان سے انگریز کے اٹھائے گئے جھوٹے نبی کے پیرو بن کر دنیا بنا رہے ہیں۔ انگریز نے اس کے علاوہ بھی بیسیوں کوششیں کی ہوں گی جس سے وہ سادہ لوح مسلمانوں کو دین اسلام سے بہکا دے۔ اللہ مسلمانوں کا ایمان محفوظ رکھے۔ آمین) یہ کیسا مسلمان ہے کہ مسلمان ہوتے ہوئے موت سے ڈرتا ہے اور موت کے خوف سے موت سے پہلے ہی خوف زدہ رہتا ہے۔ اس کے سینۂ چاک میں دل نظر ہی آتا جس میں مسلمانی کے جذبات موجزن ہوں البتہ اس کے سینے میں بزدلی اور گھبراہٹ والا سانس اور موت کا غم موجود ہے۔ آپ ﷺ بھی اللہ سے دعا گو ہوں کہ مسلمانوں میں دینی غیرت اور مسلمان بن کر جینا اور مسلمان کی موت مرنے (شہادت) کا جذبہ پیدا ہو جائے۔ اسی کا نام خودی کی حفاظت اور خودی کی بیداری یا خودی شناسی ہے۔ یہ جذبہ ہی ہے جو مسلمانوں کو غلامی سے نجات دلا سکتا ہے۔

خرد مندوں سے کیا پوچھوں کہ میری ابتدا کیا ہے
کہ میں اس فکر میں رہتا ہوں ، میری انتہا کیا ہے!
خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے ، بتا تیری رضا کیا ہے

(کلیاتِ اقبال، اردو، ص347)

22 کروڑ پاکستانی عوام کے لیے یہ لمحہ فکریہ ہے کہ کیا جب کوئی بیرونی طاقت چاہے پیسوں کے ذریعے پاکستان کی جمہوری حکومت کو اُٹھا کر باہر پھینک دے؟ : ایوب بیگ مرزا

روس یوکرائن جنگ کے بعد امریکہ کو اپنی پوزیشن واضح کرنی تھی اس نے مختلف ممالک کو روس کے خلاف اپنے ساتھ ملانا تھا لہٰذا اس نے پاکستان کو اپنے بلاک میں لانے کی کوشش کی : رضاء الحق

تحریک عدم اعتماد کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: قومی اسمبلی میں ڈپٹی سپیکر صاحب نے تحریک عدم اعتماد کو مسترد کر دیا ہے کیا ان کی یہ رولنگ عمران خان کی سیاسی خودکشی نہیں ہے؟

ایوب بیگ مرزا: اخلاقی طور پر دیکھا جائے تو عمران خان کے سیاسی حریفوں نے آئین شکنی کی اور قانون کی دھجیاں اڑائیں اور پیسے دے کر لوگوں کے ضمیر خریدے۔ یہ انتہائی شرمناک اور غلیظ عمل تھا لیکن اس کے باوجود عمران خان کو ان کی سطح پر نہیں اترنا چاہیے تھا اور ان چیزوں کا جواب اخلاقی سطح پر دینا چاہیے تھا اور ڈپٹی سپیکر سے رولنگ دلوانے کی بجائے تحریک عدم اعتماد کا مقابلہ کرنا چاہیے تھا چاہے ان کو کرسی چھوڑنی پڑتی۔ کیونکہ اخلاقی طور پر اس کو برتری حاصل ہوجاتی اور عوام میں بھی اس کو مقبولیت حاصل ہوجاتی۔ لیکن اصل میں اس پورے پراسس کا پس منظر کچھ اور ہے۔ آغاز میں کچھ لوگوں کو خریدا جاتا ہے اور ان کو سندھ ہاؤس میں بند کر دیا جاتا ہے۔ لیکن جب اس کا انکشاف ہوتا ہے تو وہ باہر آجاتے ہیں۔ یہ وہ لوگ تھے جن کو پی ڈی ایم نے پیسے دے کر خریدا تھا اور عمران خان کے خلاف انہیں استعمال کرنا تھا۔ پھر ان کو اسلام آباد کے فائیو سٹار ہوٹل میں پندرہ کمروں میں بند کیا گیا۔ عام آدمی کو ان سے ملنے کی اجازت نہیں تھی۔ پیپلز پارٹی کا ایک پرانا جیالا تھا جو فوت ہوگیا ہے، اس کا بیٹا ہوٹل کے اخراجات ادا کر رہا تھا۔ اس خرید وفروخت میں ہمارا ایک میڈیا ہاؤس پوری طرح ملوث تھا۔ اصل میں پی ڈی ایم نے یہ کام کر کے آئین کو توڑا، بداخلاقی کی انتہا کر دی کہ لوگوں کو ایسے خریدا جیسے جانوروں کا ریوڑ خریدا جاتا ہے۔ یہ صرف سیاست کی نہیں بلکہ انسانیت کی تذلیل تھی اور پی ڈی ایم نے جمہوریت پر جمہوریت شکن میزائل داغ دیا۔ دوسری طرف اس میں واضح طور پر بیرونی سازش نظر آتی ہے۔ پہلے وزیراعظم نے ایک خط لہرایا کہ مجھے دھمکی آمیز خط بھیجا گیا ہے جس کو یہ کہہ کر رد کر دیا گیا کہ جس طرح بھٹو صاحب نے اپنی ساکھ بچانے کے لیے ایک خط لہرایا تھا اسی طرح ایک وزیراعظم اپنی حکومت بچانے کے لیے خط لہرا رہا ہے۔ لیکن پھر NSC کی ایک بہت اہم میٹنگ ہوئی جس میں عسکری قیادت کے تینوں سربراہوں نے اس خط کو دیکھ کر ایک خطرناک بیرونی مداخلت کی توثیق کی۔ اس کے بعد حسین حقانی کا رول نظر آتا ہے۔ یہ حسین حقانی وہی ہیں جنہیں میموگیٹ سکینڈل میں جسٹس قاضی فائز عیسیٰ نے پاکستان کا باغی قرار دیا تھا۔ بہرحال اس کے بعد بیرونی سازش کھل کر سامنے آئی کیونکہ پہلے اپوزیشن واضح طور پر تحریک عدم اعتماد سامنے نہیں لا رہی تھی لیکن 7 مارچ کو امریکہ میں پاکستانی سفارتکار سے امریکی عہدیداروں کی میٹنگ ہوتی ہے۔ اس میٹنگ میں باقاعدہ کہا گیا کہ اگر عمران خان وزیراعظم رہتا ہے تو پاکستان پر مشکل وقت آئے گا لیکن اگر اس کے خلاف تحریک عدم اعتماد کامیاب ہوجاتی ہے تو پھر پاکستان کو معاف کر دیا جائے گا۔ لندن کا گارڈین اخبار لکھتا ہے کہ یہ کام امریکہ نے چھ ماہ سے شروع کیا ہوا تھا۔ پھر پتا چلا کہ جو بائیڈن کی صدارت میں ایک خاص میٹنگ ہوئی جس میں سنٹرل اینڈ ساؤتھ ایشیا کے اسسٹنٹ سیکرٹری ڈونلڈ لو کو یہ ذمہ داری سونپی گئی کہ وہ پاکستان میں رجیم چینج کرے۔ چنانچہ اس نے پھر ہمارے ایمبیسڈر سے میٹنگ کی اور دھمکی آمیز باتیں کیں جن کے مینٹس بنا کر ہمارے پاس بھیجے گئے۔ یہ بنیادی طور پر جو بائیڈن کی میٹنگ کا ہی ایجنڈا تھا۔ تحریک عدم اعتماد ابھی پیش نہیں ہوئی تھی لیکن پھر بھی اس خط میں اور اس میٹنگ میں اس تحریک کا ذکر موجود ہے۔ چنانچہ 8 مارچ کو تحریک عدم اعتماد پیش ہوجاتی ہے۔ اپوزیشن کے لوگوں کے بیانات سے امریکہ کا کردار کھل کر سامنے آتا ہے۔ ن لیگ کے خواجہ آصف سے سوال کیا گیا کہ کیا امریکہ پاکستان کے معاملات میں مداخلت کر رہا ہے؟ ان کا جواب تھا کہ اگر امریکہ مدد نہیں کرے گا تو پاکستان تو وینٹی لیٹر پر ہے تو اس کا حال کیا ہوگا۔ ایک دوسرے چینل نے شہباز شریف سے سوال کیا کہ خواجہ آصف امریکہ کے بارے میں یہ کہہ رہے ہیں تو ان کا جواب تھا: beggers are not chosers. یعنی انہوں نے اس بات کی تصدیق کر دی کہ ہمارا بھلا غلامی کو قائم رکھنے میں ہے۔ امریکہ کے بارے میں بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ویژن بہت عمدہ تھا۔ چالیس سال پہلے انہوں نے ایک سیمینار میں ایک سوال کے جواب میں فرمایا تھا کہ پاکستان کا سب سے بڑا دشمن انڈیا نہیں بلکہ امریکہ ہے۔ اس کا تازہ ثبوت یہ ہے کہ 5 اپریل 2022ء کو روس کی وزارت خارجہ صاف اعلان کرتی ہے کہ پاکستان کے معاملات میں امریکہ مداخلت کر رہا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ پاکستان میں ایسی

مرتب: محمد رفیق چودھری

حکومت ہو جو روس کی دوست نہ ہو۔ اس کے علاوہ بھی بہت سے ثبوت ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ واقعتاً امریکہ ہی سب کچھ کروا رہا ہے۔ چنانچہ 22 کروڑ پاکستانی عوام کے لیے یہ بہت بڑا مسئلہ ہے کہ جب کوئی بیرونی ملک چاہے پیسوں کے ذریعے ہماری حکومت کو اٹھا کر باہر پھینک دے۔ اب روزانہ وائٹ ہاؤس کا کوئی ترجمان اس داغ کو دھونے کی کوشش کرتا ہے کیونکہ چین، ترکی اور دوسرے ممالک امریکہ کے اس کردار پر شدید تنقید کر رہے ہیں۔ امریکہ پچاس سالوں میں تقریباً 84 ممالک کی حکومتوں کو سازش کے ذریعے تبدیل کر چکا ہے۔ یعنی جہاں اسے معلوم ہوتا ہے کہ فلاں حکومت میرے مطابق نہیں چلے گی وہاں اسے تبدیل کرا دیتا ہے۔ ہمارے لیے یہ انتہائی شرمناک بات ہے۔ پاکستان کی حکومت چاہے جتنی مرتبہ تبدیل ہو لیکن عوام اس کو تبدیل کریں۔ امریکہ اس معاملے میں کیوں مداخلت کرتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستانی عوام کو بھوکا رہنا برداشت کر لینا چاہیے لیکن امریکہ کی اس ڈکٹیشن کو قبول نہیں کرنا چاہیے۔ اس معاملے میں ہمارا عجیب طرزِ عمل ہے۔ ایک مرتبہ ہمارا نعرہ تھا: پارلیمنٹ بالادست ہے۔ آج وہی لوگ پارلیمنٹ کو عدالت کے نیچے لگا رہے ہیں۔ رضا ربانی فرماتے تھے کہ اسمبلی میں سپیکر کے کسی بیان یا کسی عمل کو چیلنج نہیں کیا جا سکتا لیکن آج وہی فرما رہے ہیں کہ ڈپٹی سپیکر نے آئین تلف کر دیا۔ بہر حال ہمارے سیاستدان تو اپنے موقف بدلتے رہتے ہیں لیکن وکلاء کا اپنا موقف بدلنا سمجھ سے بالاتر ہے۔ دوسری طرف امریکی کانگریس اسسٹنٹ سیکرٹری خارجہ برائے وسطی اور جنوبی ایشیا ڈونلڈ لو کی باقاعدہ کلاس لیتی ہے کہ ہمیں روس کے خلاف کیوں ووٹ نہیں ملے۔ کیوں لوگ روس کے خلاف نہیں ہوئے اور لو بڑا پریشان نظر آتا ہے۔ انڈیا میں لو سے پوچھا گیا کہ آپ پر الزام ہے کہ آپ پاکستان میں حکومت تلپٹ کر رہے ہیں تو اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کی یہ خاموشی اعتراف جرم ہے۔

جہاں تک اسمبلی رولنگ کا سوال ہے تو 70 سے 80 فیصد قانونی ماہرین اس کو غلط قرار دے رہے ہیں لیکن جس پس منظر میں یہ سب ہوا وہ بھی غلط تھا۔ گویا کنپٹی پر پستول رکھ کر رجیم چینج کی جا رہی تھی جو کہ انتہائی غلط اقدام تھا لیکن اس کے باوجود میں کہوں گا کہ عمران خان کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔

سوال: ہمارے آرمی چیف نے اسلام آباد میں سکیورٹی ڈائیلاگ سے خطاب کیا جس میں ان کا جھکاؤ واضح طور پر امریکہ کی طرف تھا۔ کیا ہماری عسکری قیادت اور عمران حکومت کے درمیان ذہنی و فکری بُعد بڑھ نہیں گیا؟

رضاء الحق: سکیورٹی ڈائیلاگ میں مختلف ممالک کی سکیورٹی کے لوگ آئے ہوتے ہیں جن کے سامنے آرمی چیف کو ملک کی سکیورٹی کے حوالے سے اپنا فریم ورک دینا ہوتا ہے لیکن آرمی چیف کے بعض جوابات کی رپورٹنگ میڈیا میں اس انداز سے ہوئی ہے جس سے لگ رہا تھا کہ پاکستان کی خارجہ پالیسی میں تبدیلی آ رہی ہے۔ خاص طور پر روس کے ساتھ پاکستان کی خارجہ پالیسی تبدیل ہو رہی

پاکستانی عوام کو بھوکا رہنا برداشت کر لینا چاہیے لیکن امریکہ کی اس ڈکٹیشن کو قبول نہیں کرنا چاہیے۔

ہے۔ اس انٹرویو میں یہ اشارہ ضرور دیا گیا تھا کہ پاکستان کسی بلاک کے ساتھ نہیں چلے گا۔ کیونکہ اس وقت دنیا میں دو واضح بلاکس بن چکے ہیں لیکن ہماری طرف سے یہی کہا جاتا ہے کہ ہم نیوٹرل ہو کر چلیں گے۔ لیکن اس وقت دنیا میں جو پریشر گکر والی صورت حال بن گئی ہے اس میں نیوٹرل ہونا ممکن نہیں رہا۔ آپ کو کسی ایک طرف اپنا وزن ڈالنا ہو گا۔ چاہے تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔ باقی یہ کہ ISPR بھی ہر ایسی بات کے اوپر تردیدی بیان نہیں دیتا جس کے اندر ان کے نزدیک قومی مفاد کو ڈائریکٹ ہٹ نہ کیا گیا ہو۔ میڈیا میں اینگلنگ کی جاتی ہے اور کئی دفعہ وہ بات ہمارے لیے فائدہ مند ہی ہوتی ہے۔ روس یوکرائن جنگ کے بعد جس طرح امریکہ کا پریشر پاکستان کے اوپر آیا ہے اور ہماری طرف سے ایک مؤقف اختیار کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ ہم امریکہ کی پالیسی کو لے کر نہیں چلیں گے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ ہم اب روس کی پالیسی کو لے کر چلیں گے۔ بلکہ ہم نے کہا کہ امریکہ اور یورپ کے کہنے پر روس کی مذمت نہیں کریں گے جیسا کہ ہم ماضی میں کرتے رہے ہیں۔ لیکن کئی مرتبہ اتنا زیادہ پریشر آ جاتا ہے کہ ہماری عسکری قیادت بھی اس کے سامنے کھڑی نہیں رہتی۔ ایسے میں میڈیا کی طرف سے ایک روشن دان کھل جاتا ہے جیسے کہیں پر یہ بات رپورٹ ہو جائے کہ پاکستان ایک بلاک کی طرف نہیں جا رہا بلکہ دوسرے بلاک کی طرف بھی اس کے کچھ اشارے کنائے موجود ہیں تو اس پر کیوں اعتراض کیا جائے گا؟ مختصر یہ کہ روس یوکرائن جنگ کے بعد امریکہ کو اپنی پوزیشن واضح کرنی تھی اس نے مختلف ممالک کو روس کے خلاف اپنے ساتھ ملانا تھا لہٰذا اس نے پاکستان کو اپنے بلاک میں لانے کی کوشش کی۔ دوسری طرف داخلی سطح پر ہمارے ہاں بہت انتشار ہے جس سے یقیناً دوسرے ممالک فائدہ اٹھائیں گے۔ لہٰذا ہمیں اپنی غلطیوں کو دیکھنا ہو گا۔ اپوزیشن کے ساتھ ساتھ حکومت نے بھی بہت غلطیاں کی ہیں۔ 2014ء کے بعد والی پی ٹی آئی میں الیکٹیبلز کو ترجیح دی گئی اور اس کا منطقی نتیجہ یہی نکلنا تھا۔ بہر حال سیاسی جماعتوں کو زیادہ کشیدگی کی طرف نہیں جانا چاہیے بلکہ اگر الیکشن کی طرف معاملہ جاتا ہے تو اسی کو فالو کرنا چاہیے۔

پاکستان رمضان المبارک کی 27 ویں شب کو وجود میں آیا تھا۔ گویا ہم نے اسلامی نظام کو قائم کرنے کے لیے یہ ملک بنایا تھا لیکن اس کی بجائے ہم سرمایہ دارانہ نظام اور جمہوریت کے لیے اپنی توانائیاں صرف کر رہے ہیں۔ حالانکہ دنیا میں جنگ کا ماحول ہے اور کسی وقت بھی ایک بڑی جنگ پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے سکتی ہے تو ہمیں چاہیے ہم پاکستان کو ایک اسلامی فلاحی ریاست بنانے کی طرف توجہ دیں۔

سوال: جب پی ڈی ایم قائم ہوئی تھی تو اس وقت سے اس کی ساری جماعتیں انتخابات کے حق میں تھیں سوائے پیپلز پارٹی کے جو پارلیمنٹ کے ذریعے تبدیلی چاہتی تھی۔ لیکن اب ساری جماعتیں انتخابات سے راہ فرار اختیار کیے ہوئے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

ایوب بیگ مرزا: اس میں کوئی شک نہیں کہ پی ڈی ایم تین سال پہلے یہی کہتی تھی کہ پاکستان کے تمام مسائل کا حل صاف، شفاف اور غیر جانبدار انتخابات میں ہے جبکہ اس وقت حکومت انتخابات کے حق میں ہے اور اپوزیشن مخالفت کر رہی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اپوزیشن

حکومت میں آ کر نیب کو ختم کرنا چاہتی ہے اور پھر وہ انتخابی اصلاحات اس طرح کی کرنا چاہیں گے جو ان کے حق میں ہوں۔ پھر وہ بیورو کریسی میں بھی کچھ تبدیلیاں لانا چاہتے ہیں۔ ظاہر ہے موجودہ حالات میں انتخابات اپوزیشن کے حق میں نہیں ہیں جس کی وجہ سے وہ انتخابات کی مخالفت کر رہے ہیں۔

سوال: عمران خان نے ایک خط کے ذریعے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ امریکہ میری حکومت ختم کرنے کے لیے سازش کر رہا ہے اگر یہ خط درست نکلا تو مستقبل میں پاک امریکہ تعلقات میں کتنا فرق آئے گا؟

رضاء الحق: امریکہ کی سازش ہوسکتی ہے لیکن اس کے ساتھ اپوزیشن بھی اس سازش میں شریک ہے یا نہیں اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ کیونکہ کوئی بھی محب وطن اس طرح کی سازشوں میں شامل نہیں ہوگا۔ چاہے سیاسی طور پر کسی جماعت سے بھی اُس کا تعلق ہو۔ لیکن جہاں بھی انتشار کا معاملہ ہوگا اس سے دشمن ہی فائدہ اٹھائے گا۔ تاریخی طور پر ہم نے دیکھا ہے کہ اگر امریکہ کے دباؤ میں آیا جائے تو پھر ہی دباؤ کارگر ہوتا ہے۔ امریکہ کا مفاد جتنا بڑا اور اہم ہوتا ہے اس کے مطابق وہ پریشر ڈالتا ہے۔ جو ملک امریکہ کا دباؤ لے رہا ہوتا ہے تو اس کے اوپر پابندیوں کی تلوار لٹکتی رہتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں پچھلے کچھ عرصے سے پاک امریکہ تعلقات متاثر ہوئے ہیں اس کی ایک وجہ پاکستان کا دہشت گردی کی جنگ سے کنارہ کشی اختیار کرنا بھی ہے۔ امریکی کیمپ سے شفٹنگ تقریباً نواز شریف کے دور سے شروع ہوچکی تھی اور بالآخر عمران خان کے دور میں یہ شفٹنگ واضح ہوچکی تھی۔ لیکن امریکہ اس سے خوش نہیں ہے کیونکہ اگر امریکہ پاکستان سے اپنے تعلقات بالکل ختم کرے گا تو اس میں اس کا اپنا نقصان بھی ہے کیونکہ اس طرح وہ اس خطے میں اپنے مفادات کا تحفظ نہیں کر سکے گا۔ بہرحال وہ پاکستان کو مکمل طور پر نہیں چھوڑ سکتا۔

سوال: ماضی میں کئی دفعہ تحریک عدم اعتماد پیش ہوئی ہے لیکن کبھی بھی کسی حکومت نے آرٹیکل 5 کا سہارا کیوں نہیں لیا؟

ایوب بیگ مرزا: پاکستان میں آج تک صرف ایک بینظیر حکومت کے خلاف 1989ء میں تحریک عدم اعتماد پیش ہوئی ہے۔ البتہ ماضی میں وزیراعظم اسماعیل ابراہیم چندریگر (ایک صنعتکار تھے اور کراچی کی ایک شاہراہ بھی ان کے نام سے منسوب ہے) کے خلاف تحریک عدم اعتماد پیش ہونے والی تھی لیکن انہوں نے استعفیٰ دے دیا تھا۔ اسلامی جمہوری اتحاد (IJI) نے بے نظیر کے خلاف تحریک عدم اعتماد پیش کی تھی۔ اس وقت آئی جے آئی میں میاں نواز شریف اور غلام مصطفیٰ جتوئی دو بڑی شخصیتیں تھیں۔ ان دونوں نے اس تحریک کا منصوبہ بنایا تھا لیکن پھر تھوڑی دیر بعد ہی نواز شریف اس سے پیچھے ہٹ گئے تھے کیونکہ اگر وہ تحریک عدم اعتماد کامیاب ہوجاتی تو غلام مصطفیٰ جتوئی نے وزیراعظم بننا تھا۔ چنانچہ وہ تحریک بارہ ووٹوں سے ناکام ہوگئی۔ اس کے بعد اب یہ تحریک پیش ہوئی ہے۔

سوال: اگر الیکشن ہوتے ہیں تو کیا عمران خان امریکہ مخالف بیانیہ کی بنیاد پر حکومت دوبارہ بنا پائیں گے؟

ایوب بیگ مرزا: اس بیانیہ کا اثر سب سے زیادہ صوبہ خیبر پختونخوا پر پڑے گا۔ امریکہ مخالف بیانیہ پر عمران خان کو خیبر پختونخوا میں زیادہ حمایت حاصل ہوگی۔ زمینی حقائق یہی بتا رہے ہیں کہ پنجاب میں عمران خان کی مقبولیت اپوزیشن کے مقابلے میں کم ہے۔ بلوچستان سرداروں کا علاقہ ہے جو سردار کہیں گے وہی ہوگا۔ البتہ سندھ میں شاید پیپلز پارٹی پر کوئی سخت وقت آئے لیکن یہ بھی شاید کا معاملہ ہے۔

❁❁❁

قارئین پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

داعیٔ رجوع الی القرآن، بانیٔ تنظیم اسلامی

محترم ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

کے شہرۂ آفاق دورۂ ترجمہ قرآن پر مشتمل

بیانُ القرآن

ترجمہ و مختصر تفسیر

اب دو انداز سے دستیاب ہے

- خوبصورت ٹائٹل • عمدہ سفید کاغذ • معیاری طباعت

1 2935 صفحات پر مشتمل، سات جلدوں میں
مکمل سیٹ کی قیمت: 6000 روپے

2 متعدد اضافی خوبیوں کا حامل، طبع جدید

- قرآنی رسم الخط • تفسیری سائز • مضبوط ریگزین جلد

2560 صفحات پر مشتمل، چار جلدوں میں
مکمل سیٹ کی قیمت: 6000 روپے

رمضان المبارک کے دوران خصوصی رعایتی قیمت
صرف 2500 روپے (علاوہ ڈاک خرچ)

مکتبہ خُدام القرآن لاہور

36-K، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون 3-35869501(042)

اعتکاف کی اہمیت اور احکام

مولانا عطاء الرحمٰن

اعتکاف کی تعریف

اعتکاف عربی زبان کا لفظ ہے۔ جس کے معنی ٹھہر جانے اور خود کو روک لینے کے ہیں۔ شریعت کی اصطلاح میں اعتکاف رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں عبادت کی غرض سے مسجد میں ٹھہرے رہنے کو کہتے ہیں۔

اور نبی کریم ﷺ کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فرمان ہے: ''اللہ کے رسول ﷺ اپنی وفات تک رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف کرتے رہے۔'' (صحیح البخاری)

اعتکاف کی اقسام

اعتکاف کی تین قسمیں ہیں:

سنت اعتکاف

یہ وہ اعتکاف ہے کہ جو عام طور پر رمضان کریم کے آخری عشرے میں ہوتا ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ نے ہر رمضان کے آخری 10 روز اعتکاف کیا، آخری عشرے میں کیے جانے والے اعتکاف کو سنت مؤکدہ کہا جاتا ہے۔

اگر پورے محلہ میں سے ایک یا چند نے بھی اعتکاف کر لیا تو سب کا ذمہ ساقط ہو جائے گا ورنہ سب پر اس کا وبال (گناہ) ہوگا۔ سنت اعتکاف کا اہم مقصد آخری عشرے کی طاق راتوں میں لیلۃ القدر کی تلاش کرنا سب سے اہم جز ہے۔

مستحب اعتکاف

یہ وہ اعتکاف ہے کہ جس کے لیے کوئی وقت اور اندازہ مقرر نہیں ہے بلکہ جتنا وقت بھی مسجد میں ٹھہرے تو اعتکاف ہوگا اگرچہ تھوڑی دیر کے لیے ہی کیوں نہ ہو بلکہ افضل تو یہ ہے کہ آدمی مسجد میں داخل ہوتے ہی اعتکاف کی نیت کر لے تو نماز اور نفل وغیرہ کے ثواب کے ساتھ ساتھ اعتکاف کا ثواب پاتا رہے گا۔ (بہشتی زیور بحوالہ شامی)

واجب اعتکاف

یہ وہ اعتکاف ہوتا ہے جس میں بندے نے نذر مانی ہو کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو میں اتنے اتنے دن اعتکاف کروں گا۔ جتنے دن اعتکاف کی نذر مانی ہو اتنے دن کا اعتکاف کرے گا۔

اعتکاف کی جگہ

مرد کے لیے اعتکاف مسنون ہے اور اعتکاف کی جگہ صرف مسجد ہے۔ اگر جامع مسجد میں اعتکاف کرے تو زیادہ بہتر ہے تاکہ نماز جمعہ کے لیے نکلنے کی ضرورت نہ پڑے۔ عورت کے لیے بھی رمضان کے آخری عشرے میں گھر کے کونے یا کسی خاص حصے میں اعتکاف کرنا سنت ہے۔ وہ جگہ عورت کے لیے مسجد کے حکم میں ہوگی۔ اس کے لیے طبعی اور شرعی ضرورت کے بغیر وہاں سے باہر نکلنا درست نہیں ہوگا۔

اعتکاف کا وقت

نبی ﷺ نے رمضان میں اکثر دس دنوں کا اعتکاف کیا ہے اس لیے افضل ہے کہ رمضان کے آخری عشرے میں دس دنوں کا اعتکاف کرے کیونکہ آخری عشرے کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ اعتکاف کی دل سے نیت کرے اور بیسویں رمضان کا سورج ڈوبنے سے قبل مسجد میں داخل ہو جائے اور عید کا چاند نظر آتے ہی اعتکاف ختم کر دے۔

اعتکاف کے مباح امور

بحالت اعتکاف مسجد میں کھانا پینا، غسل کرنا، بقدر ضرورت بات کرنا، تیل خوشبو استعمال کرنا، بغیر شہوت بیوی سے بات چیت (جائز کام)، ناگزیر ضرورت کے لیے باہر جانا مثلاً مسجد میں بیت الخلاء نہ ہو تو قضائے حاجت کے لیے، جمعہ والی مسجد نہ ہو تو نماز جمعہ کے لیے، کھانا کوئی لا دینے والا نہ ہو تو کھانا کے لیے وغیرہ۔

اعتکاف کے منافی امور

بلا ضرورت مسجد سے باہر جانا، اعتکاف کے بطلان کا سبب ہے۔ اسی طرح حیض ونفاس بھی عورت کا اعتکاف باطل کر دے گا۔ ان کے علاوہ بلا ضرورت بات چیت، غیر ضروری کام میں تضیع اوقات یا عبادت کے منافی کام جھوٹ وغیبت سے بچے۔ یہ بطلان کا سبب تو نہیں مگر ان سے اعتکاف کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ اسی طرح مریض کی عیادت، نماز جنازہ اور دفن کے لیے مسجد سے باہر نکلنا بھی جائز نہیں ہے۔

اعتکاف کے مسنون اعمال

معتکف کو چاہیے کہ دس دنوں میں کثرت سے تدبر کے ساتھ تلاوت، ذکر و اذکار، دعا و استغفار اور نفلی عبادات انجام دے۔ خشوع وخضوع اور حضور قلبی کے ساتھ اللہ سے تعلق جوڑنے پہ محنت ومشقت کرے۔ رمضان تقویٰ کا مظہر ہے، اعتکاف سے تقویٰ کو مزید تقویت بخشے۔ ان ہی دنوں میں لیلۃ القدر بھی آتی ہے معتکف کے لیے اسے پانے کا سنہرا موقع ہے۔

اعتکاف سے متعلق بعض ضعیف احادیث

(1) ''جس شخص نے رمضان المبارک میں دس دن کا اعتکاف کیا، اس کا ثواب دو حج اور دو عمرہ کے برابر ہے۔''

(السلسلۃ احادیث الضعیفہ للالبانی)

(2) ''جو شخص اللہ کی رضا کے لیے ایک دن اعتکاف کرتا ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے اور دوزخ کے درمیان تین خندقوں کا فاصلہ کر دیتا ہے۔ ہر خندق مشرق سے مغرب کے درمیانی فاصلے سے زیادہ لمبی ہے۔''

(السلسلۃ احادیث الضعیفہ للالبانی)

(3) ''نبی ﷺ نے اعتکاف کرنے والے کے بارہ میں فرمایا: وہ گناہوں سے باز رہتا ہے، اور اس کے لیے سب نیکی کرنے والے کی طرح نیکی لکھی جاتی ہے۔'' (ابن ماجہ)

(4) ''جس نے ایمان اور اجر وثواب کی نیت سے اعتکاف کیا اس کے پچھلے سارے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں۔'' (ضعیف الجامع الصغیر للالبانی)

ضرورت رشتہ

☆ کراچی میں رہائش پذیر اردو سپیکنگ فیملی کے رفیق تنظیم کو اپنی بیوہ بہن، عمر 45 سال، اولاد نہیں، تعلیم بی ایس سی، دینی مزاج کی حامل باپردہ کے لیے دینی مزاج کے حامل ترجیحاً تنظیمی رفیق کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0311-1362054

☆ کراچی میں رہائش پذیر انصاری اردو سپیکنگ فیملی کو اپنے بچوں، بیٹی، عمر 30 سال، تعلیم پی ایچ ڈی، بیٹی، عمر 28 سال، تعلیم ایم اے اور بیٹا، حافظ قرآن، عمر 26 سال، سوفٹ ویئر انجینئر، کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ بچوں کے والدین رابطہ کریں۔

برائے رابطہ: 0312-2595055

رمضان المبارک کا آخری عشرہ
جہنم کی آگ سے نجات کا عشرہ

ماہ صیام کا تیسرا اور آخری عشرہ جہنم کی آگ سے نجات کا ہے۔ اس عشرے میں لیلۃ القدر کی رات بھی موجود ہے ۔لوگ اس عشرے میں خصوصی عبادات سمیت اپنی بخشش کے لیے دعائیں مانگنے میں مصروف ہوتے ہیں۔

یوں تو رمضان کا پورا مہینہ دیگر مہینوں میں ممتاز اور خصوصی مقام کا حامل ہے،لیکن رمضان شریف کے آخری دس دنوں (آخری عشرہ) کے فضائل اور بھی زیادہ ہیں۔ نبی اکرم ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں عبادت وطاعت، شب بیداری اور ذکر وفکر میں اور زیادہ منہمک ہوجاتے تھے۔

احادیث میں ذکر ہے!حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ جب آخری عشرہ شروع ہوجاتا تو نبی ﷺ رات بھر بیدار رہتے اور اپنی کمر کس لیتے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے تھے۔(صحیح بخاری)

رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی ایک اہم خصوصیت اعتکاف ہے،اعتکاف سے مراد ہے کہ ماہ رمضان کے آخری دس دنوں میں گھر چھوڑ کر مسجد کے اندر ہی قیام کیا جائے اور اللہ کی عبادت میں مشغول رہا جائے۔اس طرح بندہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے قریب تر رہتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم حضرت محمد ﷺ ہر رمضان میں دس دن کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے، مگر جس سال آپ کا انتقال ہوا، آپ نے بیس دن کا اعتکاف فرمایا۔''(صحیح بخاری)

اِس ماہِ مبارکہ کی ہر گھڑی اور ہر ساعت اپنے اندر اہل ایمان کے لیے بے شمار برکتیں لیے ہوئے ہوتی ہیں مگر اس ماہِ مبارکہ کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تو اہل ایمان پر رحمتوں، برکتوں اور عظمتوں کا نزول اپنے عروج کو پہنچ چکا ہوتا ہے، اِس لیے کہ اِس ماہِ مبارکہ آخری عشرے کی اِن پانچ 21، 23، 25، 27، 29 طاق راتوں میں سے ایک عظیم رات جو شبِ قدر کہلاتی ہے، اِن تاریخوں میں آتی ہے۔

رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی سب سے اہم فضیلت وخصوصیت یہ ہے کہ اس میں ایک ایسی رات پائی جاتی ہے جو ہزار مہینوں سے بھی زیادہ افضل ہے اور اسی رات کو قرآن مجید جیسا انمول تحفہ دنیائے انسانیت کو ملا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس رات کی فضیلت میں پوری سورہ نازل فرمائی، جسے ہم سورۃ القدر کے نام سے جانتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ہم نے اِس (قرآن) کو شب قدر میں نازل کیا ہے اور تم کیا جانو کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر ہے فرشتے اور روح اُس میں اپنے رب کے اذن سے ہر حکم لے کر اترتے ہیں وہ رات سراسر سلامتی ہے طلوع فجر تک۔''

ایک دوسری آیت میں اس کو مبارک رات کہا گیا ہے، ارشاد ہے:

''قسم ہے اس کتاب کی جو حق کو واضح کرنے والی ہے۔ہم نے اسے ایک مبارک رات میں نازل کیا ہے''۔(الدخان:2)

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص شب قدر کو ایمان اور اجر وثواب کی نیت سے عبادت کرے، اس کے سارے پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔''(صحیح بخاری)

حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے کہا کہ اگر مجھے شب قدر کا علم ہوجائے تو میں کیا دعا کروں؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا:

((اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَفَاعْفُ عَنِّیْ))

''اے اللہ تو معاف کرنے والا کرم والا ہے اور معافی کو پسند کرتا ہے، لہٰذا مجھے معاف کر دے۔''

ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے خاص میری امت کو شبِ قدر عطا فرمائی ہے اس امت سے پہلے کسی کو بھی نہیں عطا فرمائی۔''
(الدر المنثور:15/540)

آخری عشرے میں ہی مسلمانوں کے لیے شب قدر کی بشارت ہے جس کی فضیلت اور اہمیت کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''یہ جو مہینہ تم پر آیا ہے، اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے جو شخص اس سے محروم رہا وہ ہر بھلائی سے محروم رہا۔''

❁❁❁

رمضان کے ہر عشرہ کی الگ دعا کا حکم

رمضان المبارک کا پورا مہینہ قبولیت دعا کے خاص مواقع میں سے ہے اس لیے اس میں دعاؤں کا خوب اہتمام ہونا چاہیے البتہ کسی مخصوص عشرہ سے متعلق کسی مخصوص دعا کا کسی حدیث سے ثبوت نہیں ہے، حدیث میں اتنا ضرور ہے کہ چار چیزوں کی اس مہینہ میں کثرت رکھا کرو، کلمہ طیبہ کا ورد، استغفار کی کثرت، جنت کی طلب اور جہنم سے پناہ اس کے لیے لاالہ الا اللہ استغفر اللہ اسئلک الجنۃ واعوذبک من النار کے الفاظ منقول ہیں (بیہقی، صحیح ابن خزیمہ وغیرہ)اس لیے اس دعا کے اہتمام کے ساتھ اللہ سے اس کی رحمت، مغفرت، سلامتی ایمان وبدن، فلاح دارین نیز ہر طرح کی خیر کا سوال بکثرت کرنا چاہیے۔بعض بزرگوں سے پہلے عشرہ میں رب اغفر وارحم وانت خیر الراحمین، دوسرے میں استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ، اور تیسرے میں اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِی مِنَ النَّارِ اور اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عَنِّیْ کا اہتمام منقول ہے، یہ آخری دعا احادیث میں بھی طاق راتوں میں مانگنے کی ترغیب وارد ہے۔

❁❁❁

صدقۃ الفطر اور اس کے احکام

مفتی محمد احسان

صدقہ فطر کی تعریف

صدقہ فطر دراصل رمضان المبارک کے روزوں کا صدقہ ہے تاکہ لغو اور بیہودہ کاموں سے روزہ کی طہارت ہو جائے اور ساتھ ہی غریبوں ناداروں کی عید کا سامان بھی اور روزوں سے حاصل ہونے والی نعمتوں کا شکریہ بھی۔

صدقہ فطر کس پر واجب ہے؟

صدقہ فطر اس لیے ہر مسلمان خواہ چھوٹا ہو یا بڑا، آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت ان کی طرف سے فطرہ نکالنا ان کے سرپرست کے ذمہ واجب ہے۔

فطرانے کی حکمتیں

فطرانے کی دو حکمتیں تو ایک حدیث میں مذکور ہیں۔

((زکوٰۃ الفطرِ طُھرَۃٌ للصائمِ مِنَ اللغوِ والرفثِ، وطُعمَۃٌ للمساکینِ))(صحیح الجامع)

پہلی حکمت

روزہ دار کی پاکی: روزے کی حالت میں روزے دار سے ہونے والی غلطیوں سے پاک ہونے کے لیے فطرانہ ادا کیا جاتا ہے۔

دوسری حکمت

مساکین کا کھانا: عید کے دن جہاں مالدار لوگ خوشی منائیں وہیں اپنی خوشی میں شامل کرنے کے لیے ان کے ذمہ غرباء ومساکین کو فطرانہ ادا کرنا ہے تاکہ وہ بھی مسلمانوں کی عید کی خوشی میں برابر کے شریک ہوسکیں۔

فطرانے میں مسکینوں کے ساتھ الفت ومحبت کے اظہار کے سوا، اپنے بدن کا صدقہ بھی ہے کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اب تک اپنی توفیق سے بقید حیات رکھا۔ اور اللہ کی ان نعمتوں کا شکریہ بھی جو رمضان المبارک میں (روزہ، قیام، اعتکاف، لیلۃ القدر وغیرہ) میسر آتے ہیں۔

فطرانے کی شرائط

اس کی تین شرطیں ہیں:

(1) فطرانے کے لیے اسلام شرط ہے، اس لیے کافر پر فطرانہ نہیں۔

(2) استطاعت: فطرانہ کے لیے نصاب کا مالک ہونا شرط نہیں بلکہ اس کے پاس عید کی رات اور اس دن اپنے اور اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنے سے زائد خوراک ہو تو اسے مسکینوں کو صدقہ کرے۔

(3) تیسری شرط فطرانے کا واجبی وقت ہونا ہے جو عید کا چاند نکلنے سے عید کی نماز کے وقت تک ہے۔

☆ یتیم اور مجنوں کے پاس مال ہو تو ان کی طرف سے بھی صدقہ نکالا جائے۔

☆ پیٹ میں موجود بچے کی طرف سے فطرانہ واجب نہیں ہے مگر کوئی بطور استحباب دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔

☆ میت کی طرف سے فطرانہ نہیں ہے۔ ہاں اگر میت نے وقت وجوب (عید کا چاند نکلنے سے عید کی نماز تک) کو پالیا تو اس کی طرف سے فطرانہ ادا کیا جائے گا۔

☆ نوکر یا نوکرانی کا فطرانہ خود ان کے ذمہ ہے، اگر اس کا مالک ادا کردے تو ادا ہوجائے گا۔

فطرانے میں کیا دیا جائے؟

جس ملک میں جو چیز بطور غذا استعمال کی جاتی ہے اسے فطرانے کے طور پر دے سکتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کے زمانے میں جو، کھجور، منقہ اور پنیر بطور غذا استعمال ہوتا تھا۔ ہمارے یہاں عام طور سے چاول، گیہوں، چنا، جو، مکی، باجرہ، جوار وغیرہ اجناس خوردنی ہیں لہٰذا ہم ان میں سے فطرانہ نکالیں گے۔

صاع کی مقدار

فطرانے کی مقدار ایک صاع ہے۔ ایک صاع چار مُد ہوتا ہے۔ گرام کے حساب سے صاع کی تعیین میں کافی اختلاف ہے۔

زیادہ تر اقوال ڈھائی کلو کے آس پاس ہیں۔ اگر فی کس ڈھائی کلو کے حساب سے نکال دیا جائے تو زیادہ مناسب ہے۔ اس میں فقراء ومساکین کا فائدہ بھی ہے اور اگر کوئی تین کلو کے حساب سے نکالتا ہے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔

یہاں ایک اور مسئلہ جان لینا چاہیے کہ ایک ہی جنس سے ایک صاع نکالنا بہتر ہے نہ کہ آدھا ایک جنس سے اور آدھا ایک جنس سے۔

فطرانے کا مصرف

فطرانے کا مصرف نبی ﷺ نے بتلادیا ہے:

''صدقہ فطر روزہ دار کی لغو اور بیہودہ باتوں سے پاکی اور مساکین کا کھانا ہے۔'' (صحیح الجامع)

یہ حدیث بتلاتی ہے کہ فطرانے کا مصرف فقراء ومساکین ہیں۔ بعض علماء نے کہا کہ زکوٰۃ کے آٹھ مصارف میں فطرانہ صرف کرسکتے ہیں مگر یہ بات مذکورہ بالا حدیث کے خلاف ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے فطرانے کو فقراء ومساکین کے ساتھ خاص کیا ہے اور دلیل سے اسی کو قوی تر قرار دیا ہے۔ (مجموع فتاویٰ: 25/71)

شیخ ابن بازؒ نے کہا کہ فطرانے کا مصرف فقراء ومساکین ہے۔

لہٰذا فطرانہ فقراء ومساکین کے علاوہ مسجد ومدرسہ وغیرہ پر خرچ کرنا سنت کی مخالفت ہے۔

فطرانے کا وقت

فطرانے کا بہترین وقت عید کا چاند نظر آنے سے عید کی نماز تک ہے۔ اس درمیان کسی وقت مستحق کو فطرانہ دے دے۔

عید سے ایک دو دن پہلے بھی فطرہ دینا جائز ہے۔

بخاری ومسلم میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

''صحابہ کرام عید سے ایک دو دن پہلے فطرانہ ادا کرتے تھے۔''

''نبی ﷺ نے عید کی نماز کے لیے نکلنے سے پہلے لوگوں کو فطرانہ ادا کرنے کا حکم دیا۔'' (متفق علیہ)

عید کی نماز کے بعد فطرہ دینے سے ادا نہ ہوگا وہ محض عام صدقہ شمار ہوگا لیکن اگر کسی کے ساتھ بھول ہوگئی یا کسی عذر شرعی کی بنیاد پر تاخیر ہوگئی تو اللہ تعالیٰ ایسے بندوں سے درگزر کرتا ہے۔

فطرانہ دینے کی جگہ

اس میں اصل یہی ہے کہ جو جس جگہ رہتا ہے وہیں

فطرانہ ادا کرے لیکن اگر وہاں فقراء و مساکین موجود نہ ہوں تو فطرانہ دوسری جگہ بھیج دے۔ اسی طرح اگر کسی دوسری جگہ بھیجنے میں سخت ضرورت ہو تو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

فطرانے میں رقم دینا

یہ ایک اہم مسئلہ جو لوگوں میں جواز اور عدم جواز سے متعلق اختلاف کا باعث بنا ہوا ہے۔ احادیث کی روشنی میں یہ مسئلہ واضح ہے۔ نبی ﷺ نے فطرانہ کو مسکین کی غذا قرار دیا ہے اور غذا کھائی جانے والی چیز ہے، نہ کہ رقم۔
اس لیے فرمان رسول ﷺ پہ چلتے ہوئے اولیٰ و افضل غلے سے ہی فطرہ ادا کرنا ہے۔ تاہم سخت ضرورت کے تحت فطرے کی رقم دینا بھی جائز ہے۔ اس کو مثال سے اس طرح سمجھ لیں کہ آج کل فقراء و مساکین جنہیں غلے کی حاجت نہیں ہوتی وہ ہم سے غلہ تو لے لیتے ہیں مگر اسے بیچ کر قیمت حاصل کرتے ہیں اور پھر قیمت سے اپنی ضروری اشیاء خریدتے ہیں۔ ایسے حالات میں بجائے اس کے کہ مسکین کو غلہ بیچنے کی مشقت ملے اور غلے کی کم قیمت حاصل کرنی پڑے۔ خود ہم ان کی طرف سے وکیل بن کر غلے کی قیمت ادا کر دیں۔
واضح رہے یہ صرف ضرورتاً جائز ہے تاہم اولیٰ و افضل سنت کی تطبیق دینی ہے جو کہ اشیائے خوردنی سے فطرہ ادا کرنا ہے۔

❁❁❁

دعائے مغفرت اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

☆ حلقہ پنجاب پوٹھوہار کے ناظم تربیت کرنل (ر) عبدالقدیر کے بھائی وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0335-8291851

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، نوشہرہ کے رفیق محترم حامد حسین خان ایڈوکیٹ کے بھائی وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0333-9164833

☆ حلقہ ملتان، ممتاز آباد کے رفیق ملک اکبر علی اعوان کی ہمشیرہ وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت: 0300-7871487

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

روزہ اور رمضان المبارک کی عظمت اور فضیلت سے آگاہی اور عظمتِ انسان سے واقفیت کے لیے
بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ
کے دو کتابچے ---- خود پڑھیے اور احباب کو تحفتاً پیش کیجیے:
① عظمتِ صوم — قیمت: -/30 روپے
حدیث قدسی فَاِنَّہٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ کی روشنی میں
② عظمتِ صیام و قیامِ رمضان مبارک — قیمت: -/100 روپے

مؤسس: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ
جدید تعلیم یافتہ حضرات و خواتین کے لیے دینی علم کے حصول کا نادر موقع
نگران: شجاع الدین شیخ
داخلے جاری ہیں
فری داخلہ — نہ کوئی ماہانہ فیس
دورانیہ 9 ماہ
کورس
رُجُوعِ اِلَی الْقُرآن
(برائے حضرات و خواتین)
ان شاء اللہ
کورس آغاز: ماہ شوال ۱۴۴۳ھ
23 مئی 2022
ایام تدریس: پیر تا جمعۃ المبارک
اوقاتِ تدریس:
صبح 8:30 تا 1:00 بجے دوپہر
خواتین کیلئے شرکت کا باپردہ انتظام
زیرِ سرپرستی: ڈاکٹر محمد طاہر خان خاکوانی صاحب
بیرون شہر کے طلباء کے لیے ہاسٹل کی سہولت
ملٹی میڈیا ایئر کنڈیشنڈ کلاسز
زیر انتظام: انجمن خدام القرآن پنجاب، ملتان، رجسٹرڈ
قرآن اکیڈمی
25۔ آفیسرز کالونی بوسن روڈ ملتان
quranacademymultan25@gmail.com
061-6520451
0300-6814664

رمضان کا مہینہ اصلاً قرآن کے لیے سجایا گیا ہے۔

مولانا ابوالکلام آزادؒ فرماتے تھے کہ اگر صرف بھوکا پیاسا رہنا عبادت ہوتا تو سارے فقیر سب سے بڑے عبادت گزار ہوتے۔

انگلینڈ میں چھوٹے بچے سولہ سترہ گھنٹے کا روزہ رکھتے ہیں جن کو دیکھ کر انگریز پریشان ہے۔

رمضان کے ایک ماہ میں دورہ ترجمہ قرآن کے ذریعے تین مرتبہ قرآن کی تکمیل ہوتی ہے۔

لاہور میں استقبال رمضان کے حوالے سے امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ کے دو خطابات کا احوال

رپورٹ: مرتضیٰ احمد اعوان

نبی اکرم ﷺ نے رمضان کے آغاز میں استقبال رمضان کے حوالے سے خطبہ دیا تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ کی سنت کو زندہ کرتے ہوئے امیر تنظیم اسلامی جناب شجاع الدین شیخ نے اپنے دورۂ لاہور میں دو جگہوں پر استقبال رمضان کے حوالے سے خطاب کیا۔ پہلا خطاب ’’ہم رمضان کیسے گزاریں؟‘‘ کے موضوع پر فیروز پور روڈ پر واقع نور محل شادی ہال میں کیا جس میں حلقہ لاہور شرقی کے سینکڑوں رفقاء واحباب شریک ہوئے۔ پروگرام کا آغاز تلاوت سے ہوا قاری راشد شوکت نے سورۃ البقرۃ کے 23ویں رکوع کی تلاوت کی۔ اس کے بعد طیب رسول نے نعت رسول ﷺ پیش کی۔ عرفان شہزاد نے رسول اللہ ﷺ کے استقبال رمضان والے خطبہ کا ترجمہ حاضرین کے سامنے پیش کیا۔

امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمیں رمضان گزارنے کے لیے سیرت نبوی ﷺ سے راہنمائی لینی ہوگی۔ آپ ﷺ رمضان سے دو ماہ قبل دعا کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ رمضان المبارک مسلمانوں کے لیے نیکی کا سیزن ہے اس میں مسلمان کو اللہ کو پالینے، جنت کے حصول اور جہنم کے عذاب سے بچنے اور اپنے جسم سے زیادہ اپنی روح پر توجہ دینے کا موقع ملتا ہے۔ ماہ رمضان مسلمان میں ایسا تقویٰ پیدا کرتا ہے کہ وہ پوری زندگی کے روزے کے لیے تیاری کر سکے جو انسان کی موت تک چلتا ہے۔ انہوں نے قرآن کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ رمضان کا مہینہ اصلاً قرآن کے لیے سجایا گیا ہے۔ کیونکہ اللہ کی طرف سے سب سے بڑی نعمت ہدایت قرآن ہے۔ رمضان کا اصل حاصل یہ ہے کہ بندہ اس ماہ کی عبادت کے ذریعے اللہ کی بڑائی اور اس کا شکر ادا کر سکے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کی حفاظت کا ذمہ خود لیا ہے اور اس ماہ میں قرآن کی حفاظت کے عملی مظاہر ہمیں نظر آتے ہیں کہ پورے ماہ میں قرآن کا دور کروایا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ روزہ صرف بھوک پیاس کا نام نہیں بلکہ روزہ کے ذریعے گناہوں سے بچنا ہے۔ مولانا ابوالکلام آزادؒ فرماتے تھے کہ اگر صرف بھوکا پیاسا رہنا عبادت ہوتا تو سارے فقیر سب سے بڑے عبادت گزار ہوتے۔ انہوں نے قیام اللیل کے بارے میں فرمایا کہ رمضان میں دن کا روزہ اور رات کا قیام اصلاً دو پروگرام ہیں۔ ہمیں دن کے روزے کے ساتھ ساتھ رات کا قیام (قرآن کے ساتھ) بھی کرنا چاہیے۔ جو بندہ دن کا روزہ ایمان اور احتساب کے ساتھ رکھتا ہے اور رات کو قرآن کے ساتھ بسر کرتا ہے قیامت کے دن روزہ اور قرآن اس کی شفاعت کریں گے اور اس کی مغفرت کا باعث بنیں گے۔ انہوں نے کہا کہ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے 1984ء سے دورۂ ترجمہ قرآن کا پروگرام شروع کیا تا کہ لوگ قرآن فہمی کے ساتھ قیام اللیل کا اہتمام کر سکیں۔ الحمدللہ! اس پروگرام کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا اور اب پورے ملک میں سینکڑوں مقامات پر یہ ہوتا ہے۔ رمضان کے ایک ماہ میں دورہ ترجمہ قرآن کے ذریعے تین مرتبہ قرآن کی تکمیل ہوتی ہے۔ ایک حافظ کا تراویح میں سنانا، دوسرا مدرس کا آیت پڑھنا اور تیسرا مدرس کا آیت کا ترجمہ کرنا۔ دورۂ ترجمہ قرآن کے ذریعے ہم نے لوگوں کی زندگیاں بدلتے دیکھی ہیں۔ آپ لوگ بھی اس رمضان سے فائدہ اٹھائیں لاہور میں ترجمہ قرآن اور خلاصہ قرآن کے پروگرام مختلف مقامات پر ہو رہے ہیں، آپ ان میں شرکت کر کے رمضان کے اوقات کو قیمتی بنا سکتے ہیں۔

دوسرا پروگرام حلقہ لاہور غربی کے زیر اہتمام ہیون سٹار میرج ہال، نیسپاک سوسائٹی میں منعقد ہوا۔ اس میں بھی سینکڑوں رفقاء واحباب شریک ہوئے۔ عبداللہ طارق نے تلاوت قرآن مجید سے پروگرام کا آغاز کیا۔ امیر تنظیم اسلامی نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے شعبان کے آخری روز رمضان کی فضیلت پر مشتمل خطبہ دیتے ہوئے فرمایا تھا: رمضان کا پہلا عشرہ رحمت، دوسرا عشرہ مغفرت اور تیسرا عشرہ جہنم سے آزادی کا ہے۔ اس ماہ کی ہر رات میں بندوں کی مغفرت کے فیصلے کیے جاتے ہیں۔ آخری عشرے میں اعتکاف کی سنت ہے۔ یہ ہمدردی اور صبر کا مہینہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ رمضان کی اصل اہمیت قرآن مجید کی وجہ سے ہے کیونکہ اس میں قرآن نازل ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو نرا حیوان نہیں بنایا بلکہ اس میں اپنی روح میں سے کچھ پھونکا ہے۔ جس کی وجہ سے انسان مسجود ملائک بنایا گیا۔ روح کی وجہ سے انسان کی پہچان ہوتی ہے۔ یعنی انسان کا شرف، تکریم اور رب کی نگاہوں میں اس کا مقام اس کے خاکی وجود کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اس کے روحانی وجود کی وجہ سے ہے۔ اس روح کی مضبوطی، اس کی آبیاری اور اس کی ترقی کے لیے اللہ تعالیٰ نے روزے کا اہتمام کیا ہے تاکہ اس کے ذریعے انسان اللہ کا قرب حاصل کر سکے۔ رمضان میں انسان کی اوورہالنگ ہوتی ہے۔ روزہ رکھنا تمام مسلمانوں پر فرض ہے سوائے مسافر یا بیمار شخص جو اگر روزہ نہ رکھ سکے تو بعد میں قضا پوری کر سکتا ہے۔ انگلینڈ میں چھوٹے بچے سولہ سترہ گھنٹے کا روزہ رکھتے ہیں جن کو دیکھ کر انگریز پریشان ہے۔ ہمیں رمضان کی تیاری کے لیے ٹارگٹس سیٹ کرنے چاہییں۔ بچوں کو اس ماہ قرآنی دعائیں اور سورتیں یاد کروائیں۔ ہمیں روزے کی حفاظت کرنی پڑے گی۔ یعنی روزے میں حرام سے بچنا ہوگا۔ اللہ کا تقویٰ کا یہی مفہوم ہے کہ اللہ کی نافرمانی کا خوف دل میں ہونا چاہیے۔ امیر تنظیم اسلامی نے روزے کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ روزہ ایسی عبادت ہے جس کے اجر کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں خود اس کا اجر ہوں۔ یعنی روزہ کے ذریعے انسان اللہ کو پالیتا ہے۔

Islamophobia, the Last Respectable Form of Racism in the World!

Discrimination based on color, race, ethnicity or religion is repugnant and must not only be condemned but also opposed practically. There are numerous United Nations General Assembly (UNGA) resolutions affirming concrete action against racial or other forms of discrimination. Yet, Islamophobia continues to rage and exacts a heavy toll of innocent Muslims in many parts of the world.

One particular UNGA resolution proposed that "The International Day for the Elimination of Racial Discrimination" be observed annually. It coincides with the day the white police force in South Africa opened fire and killed 69 blacks in Sharpeville in 1960. They were holding a peaceful demonstration against apartheid "pass laws". South Africa was then under apartheid rule. It ended in 1992 and South Africa elected its first black president, Nelson Mandela in 1994.In 1979, the General Assembly adopted a program of activities to be undertaken during the second half of the Decade for Action to Combat Racism and Racial Discrimination. The UNGA decided that a week of solidarity with the peoples struggling against racism and racial discrimination, beginning on March 21, would be organized annually in all States. There is even an International Convention on the Elimination of Racial Discrimination but racism in different forms still exists. Its most virulent form is Islamophobia: targeting Muslims because of their faith and how they dress.While states have adopted various measures, from perfunctory to serious, against racial discrimination, Islamophobia continues to grow with deadly consequences. It exists at multiple levels: individual, institutional and state. Some individuals may harbor prejudices but it is the state that provides the framework both through active policies and also lack of policies to confront this menace that leads to its spread.

Let us consider the UNGA debate and subsequent adoption of a resolution against Islamophobia on March 15. Proposed by Pakistan, the resolution was supported by 55 Muslim-majority countries of the Organization of Islamic Cooperation (OIC) as well as many other countries in North Africa and Russia and China.It affirmed that March 15 will be marked annually as the UN-recognized international day to combat Islamophobia. March 15 marks the anniversary of the 2019 attacks on two mosques in Christchurch, New Zealand in which 51 Muslim worshippers were murdered in cold blood as they gathered for Friday prayers.It has now emerged that the Christchurch terrorist, originally from Australia, was influenced in part by a pro-Israel Canadian media outlet, Rebel Media, whose owner Ezra Levant promoted Islamophobic tropes. Levant tried to silence, unsuccessfully as it turned out, those that exposed his media outlet's influence on the mass murderer. The Christchurch terrorist was no doubt influenced by other racist outlets and individuals as well leading him to commit one of the most despicable crimes against innocent Muslims.The UNGA vote on Islamophobia, while welcomed by OIC Secretary General HisseinBrahim Taha, had its opponents as well. Taha said it would "consolidate global awareness

awareness of the threat of hatred and fanaticism against Muslims."

And who opposed the UN-recognized international day to combat Islamophobia? France, the European Union and India spoke against the resolution but did not oppose its adoption by consensus. Looking a little deeper, it is not surprising why these three entities spoke against the resolution.

While Europe, especially France, Germany and Britain, have led the racists and bigots and have also enacted laws specifically targeting Muslims, India has also come out swinging against its 200 million Muslim citizens. India's anti-Muslim campaign has become particularly violent since Narendra Modi became the prime minister in 2014. The Hindutva fascists are now in power and have made no secret of their plans to carrying out the genocide of Muslims. They have already started killing Muslims by hacking them to death or burning them alive.The French representative at the UN, Nicolas de Riviere took refuge behind the excuse that France supported the protection of all religions and beliefs but questioned the singling out of a specific religion. He described the resolution as "unsatisfying" and problematic.What he failed to explain was, why has the French regime instituted laws that target Muslims only? Further, Paris took the lead in banning the hijab, the Muslim women's head covering. Women can uncover as much as they want, but Muslim women and girls cannot cover. This goes against French laicite (secularism), we are told.And what was Monsieur de Riviere's problem with recognizing Islamophobia as a racist ideology? He said "the term Islamophobia has no agreed upon definition in international law, unlike the freedom of religion or conviction. But it's this liberty that France defends, as well as all the other public freedoms, such as the freedom of expression or conviction."De Riviere need not have indulged in such verbal gymnastics. The regime that he represents is racist to the core. They are unabashedly anti-Muslim.

The rest of Europe is little better, as was evident from the opposition of the EU representative. The bloc represents 27 European countries and while it has permanent observer status at the UN, it does not have voting rights.The EU representative said a focus on Islamophobia was an "unnecessary duplication" after the UN in 2019 adopted August 22 as an "International Day Commemorating the Victims of Acts of Violence Based on Religion or Belief." The EU's Islamophobic attitude surfaced when its statement said, "We are concerned with the approach of addressing only one religion through a General Assembly initiative."The EU representative could not be oblivious of the fact that under the rubric of freedom of expression, vulgar cartoons of the Prophet (PBUH) have been published in several European countries. Such acts are meant to humiliate Muslims. Freedom of expression has limits. No other religion or its revered personalities are subjected to such vulgar attacks.Opponents of Islamophobia simply exposed their racism and bigotry by speaking out against the resolution. Muslims have a long hard battle ahead of them. The UN General Assembly resolution is a welcome step that was pushed hard by the Pakistani ex-PM Imran Khan but much more needs to be done before this latest form of racism and bigotry is finally confronted and discredited, even it would be virtually impossible to eliminate.

Source: An article by Khadijah Ali; published by https://crescent.icit-digital.org/

Vol: 31 Regd. No. C.P.L NO.114 No.16

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore